ماہنامہ

مصباح

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشرى" (باللغة الأردوية)

شمارہ:30 مئی ۲۰۱۱ء بمطابق جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ



اسلام میں مہنگائی کا علاج

جیل سے ہدایت تک

موبائل فون اور رِنگ ٹونز شرعی نقطۂ نظر سے

IPC
لجنة التعريف بالإسلام
ISLAM PRESENTATION COMMITTEE
جمعية النجاة الخيرية

urdu.indd 1 5/22/11 12:25 PM



ملکۂ وکٹوریہ دنیا کے پانچویں حصے پر حکمراں تھی۔ ایک روز اس نے اپنے اتالیق اور وزیراعظم لارڈ میلبورن سے دریافت کیا:

''آپ نے تاریخ عالم کا گہرا مطالعہ کیا ہے، اس میں آپ کو سب سے زیادہ حیرت انگیز بات کیا نظر آئی''؟

وزیراعظم لارڈ میلبورن نے بلاتأمل جواب دیا:

''اسلام کا عروج''

اس پر ملکۂ وکٹوریہ نے سوال کیا: ''آپ نے اس کے اسباب پر بھی غور کیا''؟

لارڈ میلبورن نے کہا:

''میری سمجھ میں تو ایک ہی بات آتی ہے، وہ یہ کہ ان کے پیغمبر نے انھیں ہدایت کے لیے ایک کتاب (قرآن مجید) دی تھی۔ جب تک وہ اس پر عمل پیرا رہے ترقی کی تمام راہیں ان پر کھلی رہیں۔ پھر جیسے جیسے انھوں نے اس کتاب سے بے اعتنائی برتنا شروع کی ان کا زوال ہونے لگا''۔

آگے اس نے کہا:

اگر کسی زمانے میں تاریخ نے اپنے آپ کو دہرایا اور مسلمانوں نے من حیث القوم پھر قرآن کو مضبوطی سے پکڑا اور اپنی انفرادی اور قومی زندگی قرآن کے مطابق بنالی، تو پھر ہم کیا ساری دنیا ان کے زیر سایہ آجائے گی''۔

(''اردو ڈائجسٹ'' لاہور، اگست ۱۹۹۱ ص:۴۳۔ بحوالہ 'راہ اعتدال' اکتوبر ۲۰۱۰ ''آخری صفحہ'')

مجلة "المصباح" ملحق مجلة "البشری" (باللغة الأردوية)

مصباح
ماہنامہ

شمارہ:30 مئی ۲۰۱۱ء بمطابق جمادی الآخر ۱۴۳۲ھ

سرپرست اعلی
محمد اسماعیل الأنصاری

نگران عمومی
خالد عبداللہ السبیع

ایڈیٹر
صفات عالم محمد زبیر تیمی

معاون ایڈیٹر
اعجاز الدین عمری

مجلس ادارت
سید عبدالسلام عمری　شیخ عبدالسلام عمری
محمد شاہ نواز محمدی　شیخ حبیب الرحمٰن جامعی

رابطہ کا پتہ
IPC پوسٹ بکس نمبر: 1613 صفاۃ 13017 کویت
فاکس : 22400057
فون نمبر : 22444117 EXT. 104,160
ایمیل : safatalam12@yahoo.co.in
مصباح سائٹ: www.misbahmagazine.com

ناشر
لجنۃ التعریف بالاسلام (IPC) کویت

گرافک ڈیزائن
نادر بلال

مؤسسة زخرف للدعاية والإعلان
Zukhruf Advertising Agency
www.zukhruf.net
Tel. 99993072

اس شمارے میں

کالمز	مضامین	مضامین	صفحہ
تجلیات	نو واردانِ اسلام کے تئیں دل میں جگہ پیدا کریں	صفات عالم محمد زبیر تیمی	2
صدائے عرش	ہمارے باڈی گارڈ	صفات عالم محمد زبیر تیمی	3
آئینۂ رسالت	بدگمانی سے بچو	شیخ صفی الرحمٰن مبارکپوریؒ	3
ہدایت کی کرنیں	جیل سے ہدایت تک	مولانا اعجاز الرحمٰن شاہین قاسمی	4
تربیت وتزکیہ	بچیوں کی اسلامی تربیت.....	مولانا محمد انور محمد قاسم سلفی	6
آداب واحکام	موبائل فون اور رِنگ ٹونز شرعی نقطۂ نظر سے	عبدالجلیل منشی	8
حدود اسلامی	شریعت اسلامیہ میں جرم وسزا اور نفاذ حدود	پروفیسر ڈاکٹر فرید الدینؒ	10
اسلامیات	اسلام میں مہنگائی کا علاج	سعید الرحمٰن نور العین	12
نقش راہ	یہ کائنات کیا کہہ رہی ہے؟	محمد آصف ریاض	15
اخلاقیات	حسد کیوں؟	طاہرہ بیگم عبدالکریم	16
فقہ وفتاوی	آپ کے مسائل اور ان کا حل	ادارہ	17
نکہتِ گل	دیوانوں کی دنیا میں	اعجاز الدین عمری	18
طب وصحت	فرسٹ ایڈ یا گھریلو علاج	ڈاکٹر بلیغ الدین جاوید	19
رودادِ چمن	IPC کے شب وروز	ادارہ	20
بزم ادب	اسلامی بت خانے	ابوالمجاہد زاہد	21

"مجھے اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے زیادہ مسلمانوں سے تکلیف پہونچی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ محمد ﷺ کے زمانے میں اسلام قبول کرنے والوں کو غیروں سے تکلیف پہونچتی تھی، لیکن آج مسلمانوں سے تکلیف ہورہی ہے۔ خیر مجھے صبر اس بات سے ہے کہ جن مسلمانوں سے تکلیف ہورہی ہے، انہیں اسلام کے بارے میں علم نہیں ہے۔ قرآن میں کیا لکھا گیا ہے، نبی ﷺ نے کیا کہا ہے؟ یہ بھی انہیں پتہ نہیں ہے۔ اس بات کی بھی خوشی ہے کہ ایسے مسلمان بہت کم ملے ہیں۔ زیادہ تر سچے مسلمان ہی ملتے ہیں۔ انہیں مجھ سے مل کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ میری ہر مسلمان سے گذارش ہے کہ اسلام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ قرآن کو ترجمہ وتشریح کے ساتھ سمجھ کر پڑھیں اور نبی ﷺ کی حدیثوں کا بھی مطالعہ کریں....." [نومسلم 'عمر' کے الفاظ]

ستقرأ في هذا العدد

☆كلمة العدد (لنفتح قلوبنا للمهتدين الجدد) ☆قبس من القرآن الكريم ☆ قبس من الأحاديث النبوية ☆ أنوار الهداية (من 'السجن ' الى الهداية) ☆ تربية البنات : سبب دخول الجنة ☆ جرائم الحدود وعقوباتها فى الاسلام ☆ الغلاء: أسبابه والتدابير الواقعية لعلاجه ☆ماذا يقول هذا الكون؟ ☆ الحسد لماذا؟ ☆ الفتاوى الشرعية ☆ أوراق ذهبية ☆أنشطة اللجنة ☆الطب والصحة ☆ ساحة الشعر والأدب

نو واردانِ اسلام کے تئیں دل میں جگہ پیدا کریں

خلیجی ممالک میں ملازمت پیشہ غیر مسلم تارکین وطن کی اچھی خاصی تعداد پائی جاتی ہے،ان میں سے ایک بڑی تعداد نے یہاں کے اسلامی روایات اوردینی اقدار سے متاثر ہوکراسلام کے سایہ میں پناہ لی ہے اور تاہنوز لے رہے ہیں۔الحمدللہ ان ممالک میں تارکین وطن کی دینی تعلیم وتربیت کے لیے باضابطہ دعوتی کمیٹیاں قائم ہیں اورانہیں معیاری دعاۃ کی خدمات حاصل ہیں جوتعارفِ اسلام کے لیے ہرممکنہ کوشش کرتے ہیں۔یہاں کا دینی ماحول عام مسلمانوں کوبھی دعوت کے لیے متحرک اور فعال رکھتاہے۔البتہ جولوگ اسلام کی آفاقیت سے متاثر ہوکراسلام کو گلے لگاتے ہیں ان کے تئیں مسلم معاشرہ کی بہت بڑی ذمہ داریاں ہیں جن کا صدحیف ہماری اکثریت کواب تک صحیح شعور حاصل نہ ہوسکا ہے۔یہ امرخوش آئند ہے کہ کسی غیر مسلم کے قبولِ اسلام کا منظرایک عام مسلمان کے لیے بھی نہایت ایمان افروز،روح پرور اورمسرت آمیز ہوتا ہے۔فوراًاس کے دل میں اپنے نومسلم بھائی کے تئیں محبت اورعقیدت کا جذبہ امڈ پڑتا ہے۔لیکن جب اس سے معاملہ کرنے کی بات آتی ہے توزمینی حقائق گواہ ہیں کہ ہماری اکثریت ایسے نومسلموں کو پہلے دن سے ہی اسلام کانمونہ دیکھنا چاہتی ہے اوراگرکسی طرح کی اس سے کوتاہی ہوگئی تو فوراًاس کا مواخذہ ہوتا ہے حالانکہ کتنے مسلمان خودطرح طرح کی برائی میں لت پت ہیں،ظاہر ہے کہ جس شخص کو چند دنوں قبل ہدایت ملی ہے اس کی تربیت کے لیے ایک مدت درکار ہے بالخصوص جبکہ ایک شخص نے عمر کا اچھا خاصا وقت غیراسلامی ماحول میں گزارا ہو۔ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اس نووارد سے نرمی کا معاملہ کیاجاتا،اسے مسلم معاشرے کا ایک فرد سمجھا جاتا،دوسرے مسلمانوں کے جیسے اسے معاشرے میں سارے حقوق حاصل ہوتے ، شروع میں اس کی معمولی کوتاہیوں کونظرانداز کیاجاتا اور پیاراورمحبت کے ساتھ اس کے سامنے دین کے احکامات رکھے جاتے لیکن افسوس کہ جہالت اوردعوتی ذوق کے فقدان کی وجہ سے ہمارے معاشرے میں ان امورکی رعایت کرنے والے افراد خال خال ہی پائے جاتے ہیں۔کتنے تویہ بھی سمجھتے ہیں کہ نومسلم نے اسلام قبول کرکے گویا مسلمانوں کے آبائی دین کو ہڑپ لیا ہے اوراس میں ایک نیا حصہ دار بن بیٹھا ہے،تجربہ بتاتا ہے کہ کتنے سادہ لوح مسلمان جب غیرمسلموں کوتعارفِ اسلام پرمشتمل کتابیں دیتے دیکھتے ہیں توجہالت میں یہ کہتے نہیں تھکتے کہ ''اسلامی کتاب.....آپ غیرمسلم کودے رہے ہیں.....؟'' حالانکہ اسلام ایک آفاقی مذہب ہے،اس کے مخاطب دنیا کے سارے انسان ہیں۔

اسلام قبول کرنے کے بعد اکثرنومسلموں کی شکایت ہوتی ہے کہ انہیں مسلم معاشرے کا تعاون حاصل نہیں ہوتااور یہ شکایت بجا ہے،شادی بیاہ میں لڑکا اورلڑکی دینے کی بات تو درکناران سے معاملہ کرتے وقت بھی اپنے ذہن میں مختلف طرح کے تحفظات رکھے جاتے ہیں۔راقم سطورایک عرصہ سے غیرمسلموں کے بیچ کام کرتا آرہا ہے،اس دوران اس قبیل کے متعدد واقعات پیش آئے۔

ایک مرتبہ IPC میں میرے پاس ایک صاحب کسی غیرمسلم عیسائی کو لے کرآئے اورمجھ سے طلب کیا کہ انہیں اسلام کی دعوت دوں،دونوں تعلیم یافتہ تھے،چندتمہیدی باتیں کرنے کے بعد میں انہیں اسلام کی دعوت دینے لگا۔جب وہ اسلام سمجھ چکے اوراسلام لانے کے لیے تیار ہوئے تولانے والے نے مجھ سے ایک سوال کیا جسے میں پیدائشی مسلمان سمجھ رہا تھا

'' اسلام میں مرتد کا کیا حکم ہے؟'' میں نے سوال کے بے محل ہونے کی وجہ سے حکمتِ دعوت کے پیش نظرصراحت سے اس کا جواب نہیں دیا کہ مرتد کی سزاقتل ہے بلکہ کہا کہ ایک سچے مسلمان کے تئیں ارتداد کا تصورنہیں کیاجاسکتا،جوحقیقی معنوں میں مسلمان ہوگا وہ مرتد نہیں ہوسکتا،اس پر محمد ﷺ کے اصحاب کی درخشندہ زندگی گواہ ہے کہ انہیں انسانیت سوزتکلیفیں دی گئیں تاہم ان کے پایۂ استقلال میں ذرہ برابرتزلزل پیدانہ ہوا.....کیونکہ اسلام میں جبرواکراہ نہیں،یہ انسان کا اپنادھرم ہے جسے وہ قناعت سے اختیار کرتا ہے۔پھرمیں نے انتظار کیا تاکہ ان کا ردعمل دیکھوں.....انہوں نے جواب کو نظرانداز کرتے ہوئے حقیقت حال سے آگاہ کیا:''میں نے آپ سے یہ سوال اس لیے پوچھا ہے کہ پانچ سال قبل میں نے اسلام قبول کیا تھا تاہم اس پرقائم نہ رہ سکا،البتہ جب میں نے اپنے دوست کے سامنے اسلام کی خوبیاں بیان کیں توانہوں نے اسلام کو جاننے کی خواہش ظاہرکی،اسی لیے میں آج انہیں لے کرآپ کے پاس آیا ہوں''۔

میں نے پوچھا:''آپ کے اسلام پرقائم نہ رہنے کی وجہ؟'' اس کا جواب تھا:''جب میں نے اسلام قبول کیا تومیرے منیجر نے سارے ملازمین کے سامنے خوشی سے کچھ رقم دی جوایک مسلمان بھائی کے بیل مونڈھے نہ چڑھ سکا،ایک روز جبکہ میں مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا اس نے مجھے بحالتِ سجدہ پیچھے سے ایک لات ماراوربڑی جرأت سے کہا:''لالچی کہیں کے..... پیسہ کے لیے اسلام لایا ہے'' (حالانکہ اللہ شاہد ہے کہ میں نے پورے شرح صدر کے ساتھ اسلام قبول کیا تھا) جب پیچھے مڑکردیکھا تو غصہ تو بہت آیا،پرمیں نے بروقت جذبات پرقابو پایااوراس سے الجھے بغیرمسجد سے نکل بھاگا۔اس دن سے مجھے مسلمان سے نفرت سی ہوگئی ہے،لیکن آج بھی مجھے اسلام سے محبت ہے،میری خواہش ہے کہ دوبارہ اپنے دوست کے ساتھ اسلام میں آجاؤں،کیا ایسا ممکن ہے؟''۔

یہ قصہ سن کرتھوڑی دیر کے لیے حواس باختہ ہوگیا،دانتوں تلے انگلی آگئی اورسوچنے لگا کہ کیا آج بھی ہمارے مسلم معاشرے میں ایسے لوگ ہیں جو اسلام کے راستے میں کانٹے بنے ہوئے ہیں۔پھردفعۃً اس سے مخاطب ہوا:''پیارے بھائی! میں آپ کے درد کوسمجھ رہا ہوں،لیکن وہ جاہل تھا،اورجاہل اپنے نفس کا دشمن ہوتا ہے چہ جائیکہ غیر کا دوست بن سکے،پھرآپ نے اس جاہل کا دین تو قبول نہیں کیا تھا بلکہ آپ نے اپنے مالکِ ارض وسما کے دین کی معرفت حاصل کی تھی جوآپ کا اورساری انسانیت کا دین ہے۔یہ تو آپ کی گم شدہ نعمت ہے جسے ایک عرصہ پہلے کھوچکے تھے اب جبکہ اسے پالیا ہے تو کیا یہ مناسب ہے کہ کسی احمق کی بات پراپنی نعمت گم گشتہ سے دست بردار ہوجائیں.....؟'' اس طرح اسے مختلف مثالیں دے کرسمجھایا چنانچہ دونوں نے کلمۂ لا الہ الا اللہ کا اقرار کیااورکلاس میں حاضر ہونے لگے۔

یہ اوراس طرح کے درجنوں واقعات ابھی ذہن کے پردے پرمرتسم ہیں جنہیں بیان کرنے کا یہ موقع نہیں البتہ اس کے ذریعہ ہم یہ پیغام دینا چاہتے ہیں کہ ہم میں سے ہرشخص نومسلم بھائیواوربہنوں کے تئیں سنجیدہ ہو،ان کے مسئلے پرذھیان دے اوران کے لیے اپنے دل میں جگہ پیدا کرے کیونکہ مستقبل اسلام ہی کا ہے۔ان شاءاللہ

صفات عالم محمد زبیر تیمی

safatalam12@yahoo.co.in

ہمارے باڈی گارڈ

﴿لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّن بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ﴾ (سورۃ الرعد 11)

ترجمہ: ”اللہ کے پہرے دار انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں جو اللہ کے حکم سے انسان کی حفاظت ونگرانی کرتے ہیں“۔

تشریح: اللہ پاک کا بے انتہا کرم اور احسان ہے کہ اس نے قطرۂ آب سے لے کر دنیا میں آنکھیں کھولنے تک اور دنیا میں آنکھیں کھولنے کے بعد سے لے کر آخرت سدھارنے تک ہماری حفاظت کا منظم بندوبست فرمایا۔ وہ ہر وقت، ہر آن اور ہر لمحہ ہماری حفاظت کر رہا ہے۔ ہم اس قدر عاجز ہیں کہ خود اپنے نفس کے مالک نہیں، اس کی تدبیر ہم خود نہیں کر سکتے بلکہ معمولی ایک عضو کو سنبھالنے کی ذمہ داری لینے سے بھی قاصر ہیں، ہماری یہ آنکھ جس سے ہم دیکھتے ہیں اگر اس کے نظام کی ذمہ داری خود ہم پر ڈال دی جاتی تو اس کی تدبیر میں لگ کر دنیا کی ساری چیزوں کو فراموش کر جاتے پھر بھی معمولی ایک عضو کے نظام کو ٹھیک ٹھاک نہیں چلا سکتے تھے۔ لیکن باری تعالی نے ہمارے جسموں کے سارے نظام کی حفاظت اپنے ذمہ لے لی، پھر ہر طرح کی آفات سے ہماری حفاظت بھی فرما رہا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اپنی مخلوقات میں سے فرشتوں کو ہماری حفاظت پر مامور فرما دیا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں ”جس طرح اللہ پاک نے بندوں کے اچھے برے اعمال نوٹ کرنے کے لیے ان کے دائیں بائیں کندھوں پر دو فرشتے مقرر کر دیئے ہیں، اسی طرح ان کی حفاظت اور نگرانی کے لیے ان کے آگے اور پیچھے دو فرشتوں کو مقرر کر دیا ہے جو انہیں حوادث اور شرور وفتن سے محفوظ رکھتے ہیں“۔ مجاہدؒ کہتے ہیں: ”ہر بندے پر فرشتے مقرر ہیں جو سوتے جاگتے ہر وقت جنوں، انسانوں اور موذی جانوروں سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، جب کوئی شے اسے نقصان پہنچانے کے لیے آتی ہے تو فرشتہ کہتا ہے ”پیچھے ہٹ جا“ بجز اس کے کہ جس کا فیصلہ اللہ پاک نے کر دیا ہو تو وہ ہو کر رہتا ہے“۔

اللہ پاک کی عمومی حفاظت تو ہر متنفس کو حاصل ہے البتہ اس کی خصوصی حفاظت جس کی طرف آیت بالا میں اشارہ کیا گیا ہے اسی شخص کو حاصل ہوتی ہے جس کے حق میں اللہ پاک کا حکم ہو، ظاہر ہے اللہ کا حکم ایسے ہی لوگوں کے حق میں ہوگا جو اس کے اوامر کی حفاظت کرتے ہوں گے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے عم زاد حضرت ابن عباس ؓ کو یہی نصیحت کی تھی جبکہ وہ آپ کے پیچھے سواری پر سوار تھے: اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ ..... (سنن ترمذی) ”اللہ کی حفاظت کر اللہ تیری حفاظت کرے گا“۔

جس قدر ہم اسلامی احکام کی پابندی کریں گے اسی قدر ہماری سیکوریٹی اور حفاظت سخت کر دی جائے گی۔ جب ایک آدمی نماز فجر کی باجماعت ادائیگی کر لیتا ہے تو وہ اللہ کی حفاظت میں آجاتا ہے (صحیح مسلم) جب ایک بندہ اپنے گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھتا ہے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو اس سے کہا جاتا ہے: ”تمہارے لیے اللہ کافی ہے، تجھے ہدایت دی گئی اور تم بچا لیے گئے“ تب شیطان کفِ افسوس ملتے ہوئے کہتا ہے: ”اس شخص کا تم کیا کر سکتے ہو جس کے لیے اللہ کافی ہو گیا ہو، جسے ہدایت مل گئی ہو اور جو حفاظت میں آ گیا ہو“۔ (سنن ابی داؤد) جو شخص سوتے وقت آیت الکرسی کی تلاوت کر لیتا ہے اس پر اللہ کی طرف سے سیکوریٹی مقرر کر دی جاتی ہے اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔ (صحیح بخاری)

لیکن جب انسان نے اللہ پاک اور فرشتوں کی سیکوریٹی کو نظر انداز کیا تو درگاہوں کی خاک چھاننے پر مجبور ہوا۔ کاہنوں، نجومیوں اور جیوتشیوں کے دام تزویر میں پھنسا۔ خرقے، دھاگے اور تعویز گنڈوں کا سہارا لیا۔ اس طرح ان غیر شرعی ذرائع حفظ وامان میں پھنس کر ذہنی الجھن اور پریشانی مول لینے کے ساتھ ساتھ اپنے ایمان کو بھی داغدار کر بیٹھا۔

بدگمانی سے بچو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی بہت بڑا جھوٹ ہے“۔ (بخاری ومسلم)

تشریح: (1) ظن سے مراد برا گمان ہے اور یہ قابل مذمت ہے اور اطلاق کے وقت مذمت کا پہلو ہی ذہن میں آتا ہے۔ اللہ تعالی نے اچھے گمان کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: ”جب تم نے وہ بات سنی تھی تو مومن مردوں اور عورتوں نے کیوں اپنے دلوں میں نیک گمان نہ کیا اور کیوں نہ کہا کہ یہ صریح طوفان ہے“ (سورۃ النور 12)

(2) ظن کو بہت بڑا جھوٹ اس لیے کہا گیا ہے کہ انسان اپنے دل ہی دل میں گمان وظن کی پرورش کرتا رہتا ہے۔ پھر اسے زبان پر لاتا ہے جس کی حقیقت کچھ بھی نہیں ہوتی۔ اس لیے علماء نے اسے تہمت قرار دیا ہے اور تہمت لگانا بہت بڑا گناہ ہے۔ گویا ظن کا دوسرا نام تہمت ہے اور تہمت کبیرہ گناہ ہے اور گناہ کبیرہ توبہ کے بغیر قابل معافی نہیں ہوتا۔ اس لیے اس سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ جس معاشرے میں بدگمانیاں پرورش پائیں گی وہاں حسن ظن نام کی کوئی چیز پنپ نہیں سکتی۔ اس معاشرے کے افراد کے درمیان اعتماد کی فضا پیدا نہیں ہو سکتی۔ ایک دوسرے کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ یہ معاشرے کی تعمیر وترقی کی علامت نہیں بلکہ زوال وتخریب کی نشانی ہے۔ صالح معاشرہ میں بدگمانی کے جراثیم کو پنپنے نہیں دیا جانا چاہیے۔

مردوں کو فائدہ پہنچانے والے اعمال

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ؓ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ اِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ“. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جب انسان وفات پا جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل ایسے ہیں جن کا اجر وثواب اسے مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے۔ صدقۂ جاریہ، علم جس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہو، صالح اولاد جو مرنے والے کے لیے دعا کرے“۔ (صحیح مسلم)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد بھی مرنے والے کو بعض اعمال کا ثواب پہنچتا ہے۔ اس حدیث میں تین چیزوں کا ذکر ہے۔

- صدقہ جاریہ: ایسا صدقہ جس کو عوام کی بھلائی کے لیے وقف کر دیا جائے مثلاً سرائے تعمیر کرنا، کنواں، نل وغیرہ لگوانا، مساجد کی تعمیر کروانا، کوئی ہسپتال تعمیر کروانا، پل سڑک بنوانا، ان میں سے جو کام بھی وہ اپنی زندگی میں کر جائے یا اس کے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ سب صدقۂ جاریہ شمار ہوں گے۔
- علم میں لوگوں کو دینی تعلیم دینا، دلوانا، طلباء کے تعلیمی اخراجات برداشت کرنا، تصنیف وتالیف اور درس وتدریس کا سلسلہ قائم کر جانا، مدارس کی تعمیر، دینی کتب کی طباعت ونشر واشاعت کا بندوبست کرنا وغیرہ۔
- صالح اولاد میں بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی وغیرہ کے علاوہ روحانی اولاد بھی شامل ہو سکتی ہے جسے علم دین سے آراستہ کیا ہو۔ ان کو راہ راست اور صراط مستقیم کی روشنی دکھائی اور اسے ہمیشہ ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار ہونے سے بچا لیا۔ صالح اولاد مرنے والے کو اپنے نیک وصالح عمل کے ذریعہ اور نمازوں کی دعاؤں میں یاد رکھتی ہے۔ اس کے لیے گناہوں کی معافی اور بلندیٔ درجات کی دعا کرتی ہے۔ یہ دراصل مرنے والے کے اپنے عمل کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جو اسے مرنے کے بعد بھی ملتا ہے۔

مولانا اعجاز الرحمٰن شاہین قاسمی
ایڈیٹر ماہنامہ ''سروشانتی'' دہلی

جیل سے ہدایت تک

جیل سے ایڈیٹر ماہنامہ ''سروشانتی'' دہلی کے نام ایک نومسلم کا خط جو ابھی جیل میں سرگرم داعی ہے اور اب تک اکیس لوگوں کی ہدایت کا ذریعہ بن چکا ہے

آج ہماری صفوں میں انتشار کیوں ہے؟ اتنی بڑی تعداد میں ہوتے ہوئے بھی ہم بے وزن کیوں ہیں؟ ہر طرف کیوں مسلمانوں کو نشانہ بنایا جارہا ہے؟ ہمارے دینی شعائر داڑھی، برقعہ اور مذہبی شخصیتوں کا مذاق کیوں اڑایا جارہا ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جو مسلم عوام کے ذہن میں گردش کررہے ہیں؛ اور یہ وہ حالات ہیں جن سے امت مسلمہ کا ہر طبقہ جوجھ رہا ہے۔

آج امت کی پستی اور بدحالی کا سبب یہ ہے کہ امت مسلمہ اپنے اصل کام کو چھوڑ چکی ہے، اپنی ذمہ داری سے منہ موڑ چکی ہے۔ آج اسلام کی طرف دعوت دینے کے بجائے مسلک کی طرف دعوت دی جارہی ہے۔ قرآن وحدیث کی بلا واسطہ نشر واشاعت کے بجائے مسالک کے قالب اور حلیے میں اسلام کو پیش کیا جارہا ہے۔ آج کفر وشرک کی تردید وتکفیر کی جگہ ایک مسلک دوسرے مسلک کی تردید وتکفیر پر اپنا پورا سرمایہ اور طاقت صرف کررہا ہے۔ جس کی وجہ سے ہماری صفوں میں انتشار ہے اور اسی رویہ نے ہمیں دشمنوں کے لیے اور زیادہ لقمۂ تر بنادیا ہے۔ آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے دائرہ میں رہتے ہوئے بنا کسی تاخیر کے دعوت کا کام شروع کردیں، سب کے لیے دعائیں کریں اور کسی مسلک کو نشانہ بنا کر جنگ وجدال کا ذریعہ نہ بنائیں، اللہ رب العزت سے اصلاح کے لیے دعا کریں۔ ہم دنیا میں جنگ وجدال اور فساد پیدا کرنے کے لیے نہیں آئے، ہمارا کام دنیا سے جنگ وجدال اور فساد کو ختم کرنا تھا، ہم نے جب یہ کام چھوڑ دیا تو ہم خود ہی اختلاف کے شکار ہوگئے۔ ہمارا کام دنیا کو کفر وشرک، زنا، جھوٹ، چوری اور دوسری برائیوں سے بچانا تھا، ہم نے جب یہ کام چھوڑ دیا تو ہم خود ہی ان برائیوں کے شکار ہوگئے۔ ہمارا مشن، ہمارا مقصد اور ہمارا کام صرف اور صرف ایک ہے۔ اسلام کی دعوت، اسلام کی ضیافت، اسلام کی اشاعت۔

ذیل کا یہ خط ایک ایسے غیر مسلم قیدی کا ہے جو جیل سے ہمارے ہندی ماہنامہ 'سروشانتی' کے دفتر میں لکھا گیا ہے۔ ہندوستان کے جیلوں میں بند مسلم وغیر مسلم قیدیوں کو بڑی تعداد میں یہ ہندی ماہنامہ بھیجا جاتا ہے اور ہمیں ان کے تاثرات بھی موصول ہوتے رہتے ہیں، جو ہمیں شدت کے ساتھ اس بات کا احساس کراتے ہیں کہ ہمیں دعوت الی اللہ کا کام اور زیادہ تیزی سے کرنا چاہیے۔ کاش امت مسلمہ اس کام کی اہمیت وضرورت اور اسکی حکمت کو سمجھتی اور اس کے لیے اپنی زندگی اور وسائل کو وقف کردیتی۔ (اعجاز الرحمٰن شاہین قاسمی)

اورنگ آباد جیل سے پون کمار کیوٹ کی طرف سے ہندی ماہنامہ 'سروشانتی' کے ایڈیٹر مولانا اے آر شاہین قاسمی صاحب اور نگراں حضرت مولانا محمد کلیم صدیقی صاحب کی خدمت میں تسلیمات!

ایڈیٹر صاحب! آپکا ہندی ماہنامہ 'سروشانتی' اس جیل میں شاہد انصاری بھائی کے پاس آتا ہے، اللہ کے کرم سے مجھے پڑھنے کے لیے شاہد بھائی بھیج دیتے ہیں۔ یہ رسالہ مجھے بہت اچھا لگتا ہے۔ لوگوں کو دین دنیا کی سچائی کی پہچان کرانے کا بہت اچھا ذریعہ ہے۔ اس لیے میں اپنی سچی کہانی لکھ کر بھیج رہا ہوں تاکہ جو لوگ سچ جاننے کی کوشش میں لگے ہیں انہیں سچائی کی پہچان ہوسکے۔

میرا نام پون کمار کیوٹ ہے، میں یوپی میں مہاراج گنج ضلع کا رہنے والا ہوں، میری پیدائش ایک کیوٹ خاندان کے ہندو دھرم میں ہوئی ہے۔ میں اپنی کہانی جیل سے شروع کررہا ہوں، میں اپنے دھرم کا کٹر تھا، ہندو دھرم کے حساب سے ہر دیوی دیوتا کو بھگوان کے روپ میں مانتا تھا لیکن سب سے زیادہ بجرنگ بلی کی پوجا کرتا تھا۔ ہر منگل کو اپواس (روزہ) بھی رکھتا تھا۔ مسلمانوں کے رویے کی وجہ سے مجھے اسلام اور مسلمانوں سے سخت نفرت تھی۔ اسکے پہلے میں ہندو یووا ونی کا ممبر بھی تھا۔

2005ء میں جیل میں آیا، میرے اوپر ڈکیتی کے کئی کیس تھے۔ ایک دن جیل میں اپنے دوست وجے کے ساتھ گھوم رہا تھا کہ دیکھا سبھی مسلمان قیدی اکٹھے ہورہے ہیں، پتہ لگانے پر معلوم ہوا کہ آج ان کی عید کا دن ہے، دل نے کہا تم بھی ان کے ساتھ شریک ہوجاؤ، پھر اپنے دل کی بات اپنے دوست وجے سے بتادی۔ وہ بھی تیار ہوگیا، ہم دونوں وہاں گئے، ان میں سے ایک مسلمان جس کا نام نواب تھا اس سے ہم نے نماز میں شرکت کی خواہش ظاہر کی تو اس نے کہا: کیوں نہیں ضرور شریک ہوسکتے ہو۔ میں نے کہا: مجھے تو پڑھنا نہیں آتا۔ انہوں نے کہا: پڑھا تو بہت کچھ جاتا ہے، لیکن آپ لوگ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنا اور اس کا مطلب بھی بتایا جو اچھا لگا۔ اس طرح ہم ان کے ساتھ شریک ہوگئے، ایک مولانا تقریر کرنے کے لیے آئے تھے، ان کی باتیں سن کر کچھ مسلمان رو بھی رہے تھے۔ ان کی باتیں مجھے بہت اچھی لگ رہی تھیں، اس سے پہلے میں نے ایسی باتیں نہیں سنی تھیں۔

نماز کے بعد سب لوگ شیر خرمہ پینے لگے، ایک کٹوری میں تین تین لوگ جھوٹا کرکے کھاتے تھے، مجھے تھوڑی دیر کے لیے یہ منظر اچھا نہیں لگا پھر دل میں خیال آیا کہ ان میں کتنی محبت ہے کہ اونچ نیچ اور چھوت چھات نہیں دیکھتے چنانچہ میں نے بھی شیر خرمہ پی لیا۔

نواب بھائی سے میں نے سوال کیا کہ مسلمان کتنی طرح کے ہوتے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: مسلمان ایک ہی طرح کا ہوتا ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم مانتا ہے۔

اب میں زیادہ تر نواب بھائی کے ساتھ گھومتا تھا۔ نواب بھائی نماز پڑھتے تو میں ان کے پاس بیٹھا رہتا تھا اور قرآن پڑھتے تو میں بھی سنتا تھا۔ مجھے نماز اور قرآن پڑھنے کا یہ منظر بڑا اچھا لگتا تھا۔

قریب ایک مہینہ تک میں اسلام سے متعلق جانکاری لیتا رہا۔ ایک دن میں نے نواب بھائی سے کہا: مجھے مسلمان بننا ہے، یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئے، میں نے کہا: میرا ختنہ کرادو، تو بولے: ختنہ کرانے سے کوئی مسلمان نہیں بنتا ہے۔ بلکہ سچے دل سے گواہی دینے سے مسلمان بنتا ہے کہ ''اللہ ہی عبادت کے لائق ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں''۔

نواب بھائی نے مجھے نہلایا، پھر کلمہ پڑھا دیا اور میرا نام محمد

urdu.indd 6 5/22/11 12:26 PM

عمر رکھا اور کہا تمہاری کہانی حضرت عمرؓ سے ملتی جلتی ہے۔ اس لیے تمہارا نام عمر مناسب ہے۔ اسلام قبول کرنے کا وہ دن میری زندگی میں بہت اہم دن ہے۔ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے اسلام کی گرانقدر دولت سے نوازا ہے۔ 2006ء میں پھر اورنگ آباد جیل میں آ گیا۔ اللہ کے کرم سے یہاں نماز پانچوں وقت کی ہوتی تھی۔ میں نے الحمدللہ یہاں پر تین بار قرآن معنی کے ساتھ پڑھا۔ قرآن کے مطالعہ سے مجھے بہت ساری معلومات ہوئیں، بہت ساری سچائیوں کی جانکاری ملی۔ تاہم اس وقت تک میں داعی نہیں تھا۔ اسلام پر عمل کرتا اور بس۔ لیکن اس وقت میری زندگی میں اہم موڑ آیا جب میں نے محمد ﷺ کی سیرت پاک پڑھی، مجھے بہت رونا آیا کہ انہوں نے اسلام پھیلانے کے لیے کتنی تکلیفیں سہیں تب جا کر اسلام پوری دنیا میں پھیلا۔ بالآخر اللہ تعالی اس گنہگار بندے سے بھی اپنے دین کا کام لینے لگا۔ میں نے جیل میں اسلام کی دعوت کھلے عام دینا شروع کر دیا۔ میرا مقصد اتنا تھا کہ میں اپنے رب کا دین لوگوں تک پہنچا دوں۔ ایک دن میں پانچ پانچ، چھ چھ لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا، پھر شام تک ان سے جواب مانگتا۔ جب ان میں سے کوئی ایمان نہیں لاتا تو میں اسے صرف اتنا کہتا کہ گواہ رہنا: میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہونچا دیا۔ رفتہ رفتہ میری باتوں کا لوگوں پر اثر ہونے لگا۔ لوگ ایمان لانے لگے، لوگ اسلام قبول کرنے کے لیے موقع اور وقت مانگتے تھے۔ میں نے سوچا کہ اسلام قبول کرنا کوئی کھیل نہیں ہے چنانچہ میں ٹائم دینے لگا۔ اللہ کا شکر ہے کہ 21 لوگوں نے میرے ہاتھ پر اسلام قبول کیا (تازہ رپورٹ کے مطابق مزید 2 کا اضافہ ہوا ہے)۔ ان 21 لوگوں میں بہت سے ایسے لوگ تھے جو میرے قبولِ اسلام کی وجہ سے مجھ سے نفرت کرتے تھے۔ جب کوئی مجھ سے اسلام کے تعلق سے سوال کرتا ہے تو میں اسے یہی کہتا ہوں کہ اگر تم سچے ہندو ہو تو کم سے کم اپنے دھرم کے ویدوں اور پُرانوں کی باتوں کو تو مانو جس میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ اللہ (ایشور) ایک ہے، صرف وہی پوجا کے لائق ہے۔ اسلام دھرم ہمارا بھی دھرم ہے۔ محمد ﷺ ہمارے بھی رہبر ہیں۔

آج بھی میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں، لیکن یہاں ایسا ماحول ہو گیا ہے کہ اگر کوئی ہندو میرے ساتھ بیٹھتا یا بات کرتا ہے تو متعصب قسم کے لوگ اس کے ذہن میں طرح طرح کے وساوس ڈالتے ہیں ''پون کے پاس مت بیٹھو ورنہ وہ تمہیں مسلمان بنا دے گا''۔

یہاں تک کہ اسلامی کتابیں بھی پڑھنے سے منع کرتے ہیں کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ اگر پون کے ساتھ دس دن رہا تو ضرور اسلام قبول کر لیگا، متعدد بار ایسا ہوا کہ ان کے منع کرنے کے باوجود بھی کئی لوگ میرے پاس بیٹھتے رہے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

اسلام سچا دھرم ہے، اس لیے میں اسکے بارے میں بتانے سے کسی سے نہیں ڈرتا اگر میرے دل میں آیا کہ فلاں آدمی کو اسلام کی دعوت دینا ہے تو میں اسے اچھے اخلاق کے ساتھ دعوت دیتا ہوں۔ میں نے اپنے گھر والوں کو بھی خط کے ذریعہ اسلام کی دعوت دی ہے۔ میرے گھر والوں کو سمجھ میں آیا ہے۔ میری امی کہتی ہے: تیرے آنے کے بعد ہم سوچیں گے۔ امید ہے کہ میرے گھر والے اسلام قبول کر لیں گے۔ اللہ انہیں ہدایت دے۔ (آمین)



اسلام سچا دھرم ھے، اس لیے میں اسکے بارے میں بتانے سے کسی سے نہیں ڈرتا اگر میرے دل میں آیا کہ فلاں آدمی کو اسلام کی دعوت دینا ھے تو میں اسے اچھے اخلاق کے ساتھ دعوت دیتا ھوں۔

میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کی اسلام کوئی نیا دھرم، یا صرف مسلمانوں کا دھرم نہیں ہے۔ بلکہ اسلام ہی سناتن دھرم ہے محمد ﷺ صرف مسلمانوں کے پیغمبر نہیں ہیں بلکہ ہر ہندو کے رہنما اور پیغمبر ہیں اس بات کی تصدیق ویدوں اور پرانوں نے کیا ہے۔ اگر میری بات جھوٹ لگ رہی ہو تو ڈاکٹر ایم اے شری واستو کی کتاب ''حضرت محمد ﷺ اور بھارتیہ دھرم گرنتھ'' پڑھ سکتے ہیں سچائی خود بخود ہر ہندو کے سامنے آجائے گی۔

مجھے اسلام قبول کرنے کے بعد سب سے زیادہ مسلمانوں سے تکلیف پہونچی ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ محمد ﷺ کے زمانے میں اسلام قبول کرنے والوں کو غیروں سے تکلیف پہونچتی تھی، لیکن آج مسلمانوں سے تکلیف ہو رہی ہے۔ خیر مجھے صبر اس بات سے ہے کہ جن مسلمانوں سے تکلیف ہو رہی ہے، انہیں اسلام کے بارے میں علم نہیں ہے۔ قرآن میں کیا لکھا گیا ہے، نبی ﷺ نے کیا کہا ہے؟ یہ بھی انہیں پتہ نہیں ہے۔ اس بات کی بھی خوشی ہے کہ ایسے مسلمان بہت کم ملے ہیں۔ زیادہ تر سچے مسلمان ہی ملتے ہیں۔ انہیں مجھ سے مل کر بہت خوشی ہوتی ہے۔ میری ہر مسلمان سے گذارش ہے کہ اسلام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ قرآن کو ترجمہ و تشریح کے ساتھ سمجھ کر پڑھیں۔ اور نبی ﷺ کی حدیثوں کا بھی مطالعہ کریں، غیر مسلموں اور نومسلموں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں، نومسلموں کی مدد کریں۔ انہیں پناہ دیں، انہیں اپنا بھائی سمجھیں اور اللہ کے دین کو لوگوں تک پہونچائیں۔

مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میں اسی مہینے میں رہا ہو جاؤں گا پھر بھی میری رہائی کے لیے اللہ سے دعا کریں۔ اللہ ہم سب کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دے

(آمین)

اللہ حافظ

پون کمار کیوٹ عرف محمد عمر

urdu.indd 7 5/22/11 12:26 PM

بچیوں کی اسلامی تربیت، جنت میں داخلے کا سبب



اسلام سے قبل صنفِ نازک کی حالت زار

انسانوں نے ہمیشہ صنفِ نازک پر ظلم کیا، یہودیوں نے عورت کو گناہ کی ماں، بدی کی جڑ اور انسانیت کے ماتھے پر ایک کلنک قرار دیا تو عیسائیوں نے اسے انسان تسلیم کرنے سے ہی انکار کردیا، روم میں کئی سال کے بحث ومباحثے کے بعد پادریوں نے عورت کو انسان نما ایک چڑیل قرار دیا، جو نسل انسانی کو دوزخ میں پہنچانے کے لیے انسان کے بھیس میں آئی ہوئی ہے۔ ہندومت میں بچی کی پیدائش کو منحوس سمجھا جاتا، شادی کے بعد بدقسمتی سے اگر اس کا شوہر انتقال کرجاتا تو اسے دوراہوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ باقی ہی نہیں رہ جاتا، یا تو وہ اپنے لیے موت سے بدتر زندگی کا انتخاب کرلے۔ یا شوہر کی چتا کے ساتھ ہی زندہ آگ میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہوجائے۔ عرب میں بچی کی پیدائش کو ذلّت سمجھا جاتا، کچھ تو اس حیثیت سے کہ لڑکوں کے مقابل، حصولِ روزگار کے سلسلے میں بچیوں کا کوئی کردار نہیں ہوتا، اور نہ ہی وہ میدانِ جنگ میں بہادری کے کرتب دکھاسکتی ہے، بچیوں کو پیدائش کے ساتھ ہی زمین میں زندہ درگور کردیتے، اور کچھ اس جھوٹی غیرت کی بنا پر بچیوں کو قتل کردیتے کہ میری بچی کسی شخص کی زوجیت میں نہیں جاسکتی۔ اگر کسی کے گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو وہ مارے شرم کے لوگوں سے نظریں بچابچا کر پھرتا، جیسا کہ ارشادِ ربّانی ہے:

ترجمہ: ''جب ان میں سے کسی کو بیٹی پیدا ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو اس کے چہرے پر سیاہی چھا جاتی ہے، اور وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا ہے، اس بری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے (کہ اس کے بعد کیا منہ دکھائے) (منصوبے بناتا ہے کہ) اس بیٹی کو ذلّت کے ساتھ لیے رہے یا زمین میں دبا دے (زندہ درگور کردے) یہ لوگ کیا ہی بُرے فیصلے کرتے ہیں''۔

(النحل:58/59)

علاوہ ازیں وضعِ حمل کے وقت گھر میں ایک گڑھا کھود کر تیار رکھا جاتا، اگر نومولود لڑکا ہوتو اسے گڑھے سے نکال لیا جاتا، اگر بچی ہوتو اسے اسی گڑھے میں رکھ کر زندہ زمین میں دفن کردیا جاتا اور قساوت قلبی کا عالم یہ ہوتا کہ اس پر فخر بھی کیا جاتا، ایک جاہلی شاعر کہتا ہے:

تَهْوِيْ حَيَاتِيْ وَأَهْوِيْ مَوْتَهَا شَفَقًا
وَالْمَوْتُ أَكْرَمُ نُزُلاً لِلْحَرَمِ

ترجمہ: ''میری بچی میری زندگی چاہتی ہے اور میں اس پر شفقت کی وجہ سے اس کی موت چاہتا ہوں اور عورتوں کے لیے موت ہی سب سے بہترین تحفہ ہے''۔

عورت اسلام کے دامنِ شفقت میں

ایسے زمانے اور ایسے ماحول میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث کیا، آپ ﷺ نے اپنی رحمت کے خزانے جہاں ساری انسانیت پر لٹائے، وہیں آپ ﷺ نے اپنی شفقتوں سے صنفِ نازک کو بھی نہال کردیا، اور بچیوں اور عورتوں کے لیے خصوصی احکامات عطا فرمائے، کمانے کی ذمہ داری مرد پر ڈال کر عورت کو فکرِ معاش سے آزاد کردیا، تاکہ وہ کسب معاش کے سنگلاخ میدان میں ماری ماری نہ پھرے، ممتا اپنے بچوں پر نچھاور کرے، اپنی عفت اور شوہر کے گھر کی حفاظت کرے، اسے شرم وحیا کی چادر دی، تاکہ وہ اپنے گھر کی چہار دیواری میں رہ کر، آوارہ عاشقوں اور پرستارانِ حسن کی ہوسناک نگاہوں سے اپنے تقدس اور لطافت کی حفاظت کرے، اس لیے کہ:

نہ رکھ سکے گی لطافت جو زن ہے بے پردہ
سبب یہ ہے کہ نگاہوں کی مار پڑتی ہے

1-عورت جب ماں بنتی ہے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حق کے بعد اس کائنات میں سب سے پہلا حق ماں کا بتلایا گیا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کونسی ہستی میرے حُسنِ سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس شخص نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس شخص نے پوچھا: پھر کون؟ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہاری ماں۔ اس شخص نے پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارا باپ۔'' (بخاری)

نیز یہ فرماتے ہوئے انسانوں کو اپنی ماں کی خدمت پر ابھارا کہ اللہ تعالیٰ نے جنت ماں کے قدموں کے نیچے رکھا ہے۔ (صحیح الجامع الصغیر:1249)

2-عورت جب بیوی ہو، تو نیک بیوی کو اس کائنات کی بہترین متاع قرار دیتے ہوئے فرمایا: "دنیا ساری کی ساری سامانِ زندگی ہے اور اس متاعِ دنیا میں سب سے بہترین چیز نیک عورت ہے"۔ (مسلم: 1467)

ایک اور حدیث میں مومن کے لیے تقویٰ کے بعد سب سے بہتر چیز نیک بیوی کو قرار دیا: ''مومن نے اللہ تعالیٰ کے تقوی کے بعد نیک بیوی سے زیادہ بہتر چیز حاصل نہیں کیا، اگر وہ اسے حکم دیتا ہے تو اس کی اطاعت کرتی ہے، اگر اس کی طرف دیکھتا ہے تو اسے خوش کردیتی ہے، جب وہ اس پر قسم کھا بیٹھتا ہے تو اسکی قسم کو پوری کرنے میں مدد کرتی ہے، اور جب وہ اس سے غیر حاضر ہوتو اسکے مال کی بھی حفاظت کرتی ہے اور اپنی آبرو کی بھی''۔ (ابن ماجہ)

urdu.indd 8 5/22/11 12:26 PM

3-عورت جب بیٹی ہو تو بیٹیوں سے آپ ﷺ کی محبت کا عالم یہ تھا کہ جب بھی کسی غزوہ یا سفر سے لوٹتے تو سب سے پہلے مسجد آتے پھر اپنی لختِ جگر نورِ نظر حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لے جاتے۔(مسند احمد)

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے جب ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنی چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

''بنو ہشام بن مغیرہ نے مجھ سے اپنی بیٹی کا علیؓ بن ابی طالب سے نکاح کرنے کی اجازت طلب کی ہے، میں انہیں اس کی کبھی اجازت نہیں دے سکتا، کیا ابوطالب کا بیٹا پسند کرے گا کہ وہ میری بیٹی کو طلاق دے کر ان کی لڑکی سے شادی کرلے؟ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جو چیز اسے شک میں ڈالتی ہے وہ مجھے بھی مشکوک ہے، اور جو چیز اسے تکلیف پہنچاتی ہے وہ میرے لیے بھی اذیّت ناک ہے''۔

(مسلم/حدیث نمبر2449)

چنانچہ حضرت فاطمہؓ کی ناراضگی کے ڈر سے ہی حضرت علیؓ نے ان کی زندگی میں دوسرا نکاح نہیں کیا۔

بچیوں کی تربیت پر جنت کی بشارت

رسول اللہ ﷺ نے بچیوں کو پالنے پوسنے اور ان کی اچھی تربیت پر والدین کو جنت کی خوش خبری عطا فرمائی ہے، بچیوں کو دوزخ سے آڑ کا باعث قرار دیا، نیز انہیں کھلانے پلانے کو جنت میں دخول کا سبب قرار دیا:

1-حضرت انس ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جس نے دو بچیوں کی ان کے بالغ ہونے تک پرورش کی، وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ میں اس کے ساتھ ان انگلیوں کی طرح رہوں گا، پھر آپ ﷺ نے اپنی دونوں انگلیوں (انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی) کو ملایا''۔(رواہ مسلم)

2- حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:''ایک مرتبہ ایک عورت اپنی دو بچیوں کے ساتھ کچھ مانگنے کے لیے میرے گھر میں آئی، اس نے میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہیں پایا، میں نے وہی اسے دے دیا، اس نے خود تو اس میں سے کچھ نہیں کھایا، بلکہ اس کھجور کو دونوں بچیوں میں برابر بانٹ دیا، پھر نکل کھڑی ہوئی، پھر میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، میں نے آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، تو آپ ﷺ نے فرمایا:''جو شخص ان بچیوں کے ذریعے مصائب سے آزمایا جائے، اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، تو یہ بچیاں اس کے لیے دوزخ سے آڑ بن جائیں گی۔'' (متفق علیہ)

بچیوں کی شادی میں جلدی

بچیاں جب جوان ہوجائیں تو ان کی شادی کرنے میں خواہ مخواہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے، بالخصوص دورِ حاضر میں جب کہ فتنے عام ہیں اور برائی پر ابھارنے والے اسباب بے شمار ہیں، اگر اللہ تعالیٰ نے اسباب مہیا فرمادیے ہوں تو ایک مسلمان کے لیے سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ وہ اپنی بچی کی شادی کے فریضے سے سبکدوش ہوجائے، رسول اکرم ﷺ نے اپنی کئی احادیث میں اس پر زور دیا ہے:

حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تمہارے پاس کسی ایسے شخص کی جانب سے پیغامِ نکاح آئے جس کے دین اور اخلاق سے تم راضی ہو، تو اس کے ساتھ (اپنی بچی کا) نکاح کردو، اگر تم نے یہ نہیں کیا تو پھر زمین میں فتنہ وفساد برپا ہوگا''۔(ترمذی)

عموماً لوگ شادی کے لیے دین دار سے زیادہ مالدار لڑکے لڑکیوں کی تلاش میں رہتے ہیں، جب کہ دین دار لڑکیوں کے مقابلے میں مالدار لڑکیوں کی شادیاں عموماً غیر پائیدار ثابت ہوتی ہیں، کامیاب زندگی گذارنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے دین دار لڑکیوں سے شادی کرنے کی وصیت فرمائی:

''عورت سے چار چیزوں کی بنا پر شادی کی جاتی ہے، اسکے مال کی وجہ سے، خاندان کی وجہ سے، حُسن اور دین کے سبب سے، تم دین والی کا انتخاب کرلو، تمہارے ہاتھوں کو مٹی لگے''۔(متفق علیہ)

عموماً یہ دیکھا جاتا ہے کہ غریب افراد اپنی بچیوں کی شادیاں جلد کردیتے ہیں، اگر کسی کے پاس اسباب نہ بھی ہوں تو وہ صاحبِ خیر حضرات کے تعاون سے اپنے فرض سے سبکدوش ہوجاتے ہیں، جب کہ خوشحال خاندان کے لوگ ڈاکٹر، انجنیر، تاجر، ملازم پیشہ، گاڑی کوٹھی کے چکر میں اپنی بچیوں کی شادیوں میں کافی تاخیر سے کام لیتے ہیں، حتی کہ ہزاروں بچیاں سن یاس کو پہنچ جاتی ہیں، ایسے ماں باپ سے عرض ہے کہ وہ اپنی بچیوں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور شادی کی عمر کو پہنچنے کے بعد بچیوں کی شادی میں دیر نہ کریں، اس لیے کہ بعض اوقات اس کے بڑے ہی برے اور بھیانک نتائج سامنے آتے ہیں اور آگ کے لگنے سے پہلے ہی اس کی تدبیر کرنا ہر عقل مند کے لیے ضروری ہے، اس لیے کہ:

اے چشم اعتبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو جل رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

معاشرے کا افسوسناک پہلو

ہمارے معاشرے میں آج بھی بیٹوں اور بیٹیوں میں تفریق اور بیٹوں کو بیٹیوں پر ترجیح دینے کی وہی جہالت موجود ہے جو کبھی عربوں میں تھی، کتنے لوگ ایسے ہیں کہ بیٹے کی پیدائش پر تو 'لڈّو بانٹتے پھرتے ہیں لیکن لڑکی کی پیدائش پر ان کا منہ لٹک جاتا ہے، بیویوں سے روٹھ جاتے ہیں، نہ صرف روٹھتے ہیں بلکہ کئی ایسے اشخاص ہیں جنہوں نے لڑکیوں کی پیدائش پر اپنی بیویوں کو طلاق دے دی، اور سینکڑوں ایسے ہیں کہ انہوں نے پیدائش کے بعد اپنی بچی کو دیکھنا بھی گوارہ نہیں کیا، ہزاروں وہ ہیں جنہوں نے حالتِ حمل میں اپنی بیویوں کی طبّی جانچ کروائی اور جب انہیں یہ پتہ چلا کہ آنے والا مہمان لڑکا نہیں بلکہ لڑکی ہے، تو انہوں نے اپنی قساوتِ قلبی سے بیوی کو یہاں تک مجبور کیا کہ اسے اپنا حمل ساقط کروانا پڑا، ایسے کئی واقعات ہیں جن میں اسقاط کے وقت ان گنت عورتوں کی قیمتی جانیں بھی ضائع ہوگئیں، یہ بالکل وہی جہالتِ کبریٰ ہے جس میں ایامِ بعثت سے پہلے عرب قوم گرفتار تھی کہ وہ معصوم بچیوں کو زندہ درگور کردیتے تھے۔جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:

''جب کہ زندہ درگور کی ہوئی لڑکی سے پوچھا جائے گا کہ اسے کس جرم میں ماردیا گیا؟''۔(تکویر:9-8)

اس لیے ہر مسلمان کے لیے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو ضروری ہے کہ وہ بچہ ہو یا بچی ہر ایک کو اللہ کی امانت اور اس کا تحفہ سمجھتے ہوئے قبول کرلے، کیونکہ وہی قادرِ مطلق ہے، وہی جو چاہتا ہے عطا کرتا ہے، فرمان الٰہی ہے:

''اللہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت کا مالک ہے، جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے اور جسے چاہے لڑکے، جسے چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں ملاجُلا کر دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے بانجھ کردیتا ہے، بے شک وہ ہر چیز کو جاننے والا اور ہر چیز پر قادر ہے۔''

(الشوری:49/50)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ تمام کے بچوں اور بچیوں کو نیک بنائے، ان کے لیے نیک رشتے پیدا کرے، جن کے گھروں میں جوان بچیاں بیٹھی ہوئی ہیں، ان کی شادی کا غیب سے بندوبست فرمائے اور جنہیں بچیاں عطا فرمائی ہیں انہیں ان کی نیک تعلیم وتربیت کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین

urdu.indd 9 5/22/11 12:26 PM

عبدالجلیل منشی۔کویت

موبائل فون اور رِنگ ٹونز شرعی نقطۂ نظر سے

سائنس کی ترقی نے جہاں انسانوں کے لیے بیشمار آسانیاں پیدا کی ہیں وہاں کئی فتنوں کو بھی جنم دیا ہے اور امت مسلمہ ان فتنوں کا خصوصیت کے ساتھ شکار بنی ہے۔ان بیشمار فتنوں میں سے ایک موبائل رنگ ٹون کا فتنہ ہے جس نے اچھے خاصے باشعور اور دینی رجحان رکھنے والے لوگوں کو بھی اپنی گرفت میں جکڑ رکھا ہے۔موبائل فون ٹکنالوجی کی ترقی کے ساتھ ہی بیشمار کمپنیوں نے طرح طرح کے رنگ ٹون متعارف کرائے جن میں عام گھنٹی کی جگہ فلمی گانوں اور موسیقی کے سر فون یا پیغام کی آمد کی اطلاع دینے لگے اور دن بدن اس قسم کی ٹونز میں جدت اور تبدیلی آتی چلی گئی۔

دوسری جانب جب دینی حلقوں میں اس قسم کی رنگ ٹونز کی مخالفت شروع ہوئی تو ان کمپنیوں کو اپنی آمدنی بڑھانے کا ایک اور نادر موقع ہاتھ لگا اور انہوں نے اس طبقے کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتے ہوئے اسلامی رنگ ٹونز کے نام پر اک نئے فتنے کو جنم دیا جس کے سبب مختلف قاری حضرات کی آواز میں قرآن کریم کی آیات کی تلاوت،کہیں اسلامی ترانے تو کہیں حمد و نعت کی گونج موبائل فونوں سے گونجنے لگیں تو کسی کے موبائل فون میں حرم مکی و مدنی میں مانگی گئیں دعائیں رنگ ٹون کی شکل اختیار کر گئیں اور اسطرح دین دار طبقہ اپنے تئیں مطمئن ہوگیا کہ وہ اپنے موبائلوں میں اسلامی ٹونز کا استعمال کر کے ایک طرف تو اجر و ثواب کا مستحق بنا تو دوسری جانب غیر اسلامی ٹونز سے بچ کر گناہ کے ارتکاب سے محفوظ رہا۔

پہلے مساجد میں نماز کے دوران سادہ ٹونز بجا کرتی تھی پھر موبائل ٹکنالوجی میں ترقی کے ساتھ بدقسمتی سے اللہ کے گھر میں دوران نماز موسیقی گونجنے لگی اور اسی دوران اسلامی ٹونز کی آمد کے ساتھ مختلف اسلامی ٹونز نمازیوں کے خشوع و استغراق میں خلل پیدا کرنے کا سبب بننا شروع ہوگئیں۔اس ضمن میں سب سے زیادہ تکلیف دہ امر یہ ہے کہ جاہل، ناسمجھ اور دین سے دور مسلمانوں نے تو اپنے فونوں میں مشرقی اور مغربی موسیقی اور گانے رنگ ٹونز کی جگہ سیٹ کر ہی رکھے ہیں مگر حیرت ان مسلمان بھائیوں پر ہوتی ہے جو پنجگانہ نماز اللہ کے گھر میں ادا کرتے ہیں اور انکے موبائلوں سے بھی مساجد میں موسیقی ابھرتی ہے اور انہیں اس بات کا قطعا احساس نہیں کہ موسیقی ہمارے دین اسلام میں حرام قرار دی گئی ہے اور موبائلوں سے موسیقی اور گانوں کی بازگشت جہاں اللہ کے گھر کے احترام کو مجروح کرنے کا باعث بنتی ہے تو دوسری جانب نمازیوں کی عبادات اور خشوع و خضوع میں خلل انداز ہوتی ہے۔ جبکہ گانے بجانے اور موسیقی سننے سنانے کا مطلق حرام ہونا نبی ﷺ کی احادیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے مگر اسکے باوجود انہوں نے اپنے موبائل فونوں میں فلمی گانے اور موسیقی بطور رنگ ٹون سیٹ کر رکھی ہے اور جب قرآن مجید کی تلاوت یا باجماعت نماز کے دوران بیک وقت کئی کئی فونوں سے موسیقی اور فلمی گانے گونجنے لگتے ہیں تو اللہ کی عبادت یا قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول نمازیوں کو شدید دکھ اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

عام مساجد کے علاوہ حرمین شریفین میں بھی یہ بات دیکھی گئی ہے کہ مکۃ المکرّمۃ میں دوران طواف یا ادائیگیٔ عمرہ سے متعلق دیگر مناسک کے دوران اور مسجد نبوی ﷺ میں بھی رنگ ٹون اور خصوصا موسیقی اور گانے والے رنگ ٹون معتمرین اور مصلین کے موبائلوں سے بجتے سنے گئے ہیں جو کہ یقیناً ایک گناہ کبیرہ اور حرام کے درجے میں آتا ہے اور جو مسلمانوں کے سب سے زیادہ مقدس اور محترم مقامات کے تقدس اور احترام کو پامال کرنے کے مترادف ہے۔

اس سلسلے میں یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ مساجد کے باہر نمازیوں کے لیے واضح ہدایات تحریر ہوتی ہیں کہ ازراہ کرم مسجد میں داخل ہونے سے پیشتر اپنے موبائل فون بند کردیں مگر نمازی دیدہ و دانستہ یا نادانستگی میں ان ہدایات پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔بعض بھائی اپنے فون کو وائبریشن پر سیٹ کردیتے ہیں۔ فون کو وائبریشن پر رکھنے میں یہ قباحت ہے کہ فون یا پیغام آنے کی صورت میں نمازی کی توجہ نماز سے بھٹک کر آنے والی کال کی جانب مبذول ہوجائے گی اور اس طرح عبادت کی روح متاثر ہوگی۔لہذا تمام مسلمانوں اور خصوصاً نمازی حضرات کو چاہیے کہ وہ اپنے موبائلوں میں عام سادہ سی رنگ ٹون سیٹ کرلیں تاکہ اگر وہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اپنے موبائل بند کرنا بھول بھی جائیں تب بھی ان سے موسیقی کی بجائے عام سی تنبیہی ٹون برآمد ہوگی اور وہ مسجد میں موسیقی اور فلمی گانے نشر کرنے کے گناہ عظیم سے محفوظ رہ سکیں گے اور عام زندگی میں بھی فون کی آمد پر موسیقی اور گانے سننے سے بچ پائیں گے۔

میوزیکل اور اسلامی فون ٹونز کے بارے میں علمائے دین نے فتوے بھی جاری کئے ہیں جن پر عمل کر کے مسلمان بھائی اور بہنیں نہ صرف یہ کہ گناہوں سے بچ سکتے ہیں بلکہ اس سہولت سے باحسن طریقے سے مستفید بھی ہوسکیں گے۔اس بات پر تو یقیناً ہر مکتبۂ فکر کے علمائے کرام کا اجماعی اتفاق ہے اور اس میں کوئی دو رائے نہیں ہے کہ عام زندگی میں عموماً اور مساجد اور مقامات مقدسہ میں خصوصاً میوزیکل اور گانوں پر مشتمل رنگ ٹونز کا استعمال حرام ہونے کے ساتھ ساتھ گناہ کبیرہ کا موجب بھی ہے اس لیے مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے۔ اب جس بات پر عام مسلمانوں میں اختلاف پایا جاتا ہے وہ ہے اسلامی رنگ ٹونز۔مسلمانوں کا ایک طبقہ علمائے کرام کی رائے کے احترام میں اسلامی رنگ ٹونز کو بھی درست نہیں سمجھتا جبکہ دوسرا طبقہ اسے باعث برکت و اجر و ثواب سمجھتا ہے۔

اسی لیے یہاں علمائے کرام کے فتاوی کی روشنی میں اس بات کا جائزہ لیا جائیگا کہ اسلامی رنگ ٹون کا استعمال جائز اور مناسب ہے یا نہیں۔

سعودی عربیہ کی علماء کونسل نے اپنے متفقہ فتوے میں قرآنی آیات کو رنگ ٹون کے طور پر استعمال کرنا حرام قرار دیا ہے۔کیونکہ انکا موقف یہ ہے کہ جب قرآنی آیات پر مبنی رنگ ٹون بجتی ہے تو فون کا جواب دینے کے لیے کال وصول کرنے والا فوراً رنگ ٹون کاٹ کر کال وصول کرلیتا ہے جس کی وجہ سے آیت مکمل نہیں ہو پاتی اور ادھوری اور

urdu.indd 10 5/22/11 12:26 PM

غیر مکمل آیت کے معنی بدل جاتے ہیں۔ ویسے بھی قرآن کا نزول انسانیت کی بھلائی اور راہنمائی کے لیے کیا گیا ہے نہ کہ اسکی آیات مقدسہ کو رنگ ٹون کے طور پر استعمال کرنے کے لیے

مصر کے مفتی اعظم مفتی علی جمعہ نے اسلامی رنگ ٹون کی مخالفت میں فتوی صادر کرتے ہوئے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ قرآنی آیات، اذان، ادعیہ اور احادیث کو رنگ ٹون کے طور پر استعمال کرنے سے گریز کریں۔ انہوں نے کہا ہے کہ اس قسم کی رنگ ٹون غیر مناسب اور گمراہ کن ہیں اور اللہ کے نازل کردہ قرآن کے الفاظ کے معنی تبدیل کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ اللہ کے نازل کردہ کلمات مقدس ہیں اور اللہ نے ہمیں انکی تلاوت اور تسبیح کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ انہیں اجر وثواب کی نیت سے فون رنگ کے طور پر استعمال کرنے کا۔

مفتی اعظم نے کہا کہ مسلمانوں کو بچ وقتہ نماز باجماعت ادا کرنی چاہیے اور نماز کے لیے اذان صرف مساجد سے اور اپنے وقت پر دی جانی چاہیے۔ موبائل فون سے سنائی دینے والی اذان نمازیوں کے لیے پریشانی اور الجھن کا سبب بنتی ہے اور ایک گمراہ کن بات ہے۔

بحرین کے ممتاز عالم شیخ عصام اسحاق نے مسلمانوں کو تنبیہ کی ہے کہ وہ قرآنی آیات کو رنگ ٹون کے طور پر استعمال نہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ عام مسلمان قرآنی آیات کو بطور رنگ ٹون اجر وثواب کے لیے استعمال کرتے ہیں مگر عوام الناس دین سے نابلد ہونے کے باعث نادانستگی میں اجر وثواب کی بجائے گناہ سمیٹتے ہیں اور دین کو نقصان پہنچانے کا باعث بنتے ہیں۔ قرآن رشد وہدایت کا ذریعہ ہے، اسے رنگ ٹون کے طور پر استعمال کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

اسلامی رنگ ٹون کی شرعی حیثیت کا تعین کرنے کے لیے دارالعلوم کراچی سے جو فتوی صادر ہوا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ:

"فقہی عبارات میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی آیات، ذکر وتسبیح، درود شریف وغیرہ کے کلمات اور ایسی نظمیں یا نعتیں جو ذکر اللہ پر مشتمل ہوں اور ان سے مقصود



ذکر اللہ ہو، مثلاً اسمائے حسنی پر مشتمل نظم وغیرہ ایسی تمام چیزوں کو ذکر کے علاوہ کسی اور جائز مقصد کے لیے استعمال کرنے کے جواز اور عدم جواز کا مدار اغراض ومقاصد پر ہے، اگر مقصد شرعاً درست ہو تو اس مقصد کے لیے انکا استعمال جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ مثلا مقاصد دو قسم کے ہو سکتے ہیں: (1) تذکیر لذکر اللہ (2) اعلام

مذکورہ بالا مقدس کلمات کو فون سننے کی گھنٹی کی جگہ استعمال کرنے سے اگر یہ مقصد ہو کہ کوئی شخص فون کرے تو جب تک فون نہ اٹھایا جائے اس وقت تک وہ اللہ کے مقدس کلام، ذکر اللہ یا دینی یا اصلاحی مضامین پر مشتمل نظموں یا نعتوں سے مستفیض ہوتا رہے تو اس مقصد کے لیے مذکورہ بالا مقدس کلمات کو فون سننے کی گھنٹی کی جگہ استعمال کرنے کی فی نفسہ گنجائش معلوم ہوتی ہے، لیکن چونکہ مذکورہ بالا مقصد کے حصول میں شرعاً درج ذیل دو خرابیاں لازم آسکتی ہیں، اس لیے ان سے بچنا ضروری ہوگا:

1۔ پہلی خرابی یہ لازم آتی ہے کہ اچانک درمیان میں فون اٹھانے کی صورت میں قرآنی آیات درمیان میں کٹ جائیں گی، جس سے ان آیات کی بے ادبی لازم آتی ہے، لہذا قرآنی آیات اس مقصد کے لیے استعمال نہ کی جائیں، نہ سننے میں نہ سنانے میں۔

2۔ دوسری خرابی یہ لازم آتی ہے کہ جس شخص کو فون کیا گیا ہے بعض اوقات وہ بیت الخلاء میں ہوتا ہے تو فون آنے پر ایسی حالت میں مذکورہ مقدس کلمات کے موبائل فون پر جاری ہونے میں بے ادبی ہوگی، لہذا مقدس کلمات فون سننے کی گھنٹی کی جگہ استعمال نہ کئے جائیں۔

اور اگر دوسرا مقصد یعنی "اعلام" پیش نظر ہو یعنی مذکورہ مقدس کلمات کو اس لیے موبائل فون میں مقرر کیا جائے تا کہ اسکے ذریعے فون آنے کی اطلاع ملنے کا فائدہ حاصل ہو تو اس مقصد کے لیے مذکورہ بالا کلمات کو استعمال کرنا درست نہیں، مکروہ ہے۔

3۔ فون کرنے والا اگر کسی شخص کو فون کرے اور اس نے اپنے موبائل میں قرآنی آیات کی ریکارڈنگ لگا رکھی ہو اور اسکے فون اٹھانے کی صورت میں آیت درمیان میں کٹ جاتی ہے تو اس کی ذمے داری اس شخص پر ہے جس نے اپنے فون میں اس قسم کی ریکارڈنگ لگائی ہے۔

اگر کسی شخص نے گانے کی ریکارڈنگ اپنے فون میں مقرر کر رکھی ہے اور فون کرنے والے شخص کے کان میں اس گانے کی آواز بلا اختیار آئے تو اس صورت میں وہ فون کرنے والا شخص گناہ گار نہ ہوگا، ہاں قصداً سننے سے وہ گناہ گار ہوگا، اس لیے حتی الامکان سننے سے اجتناب ضروری ہے۔

4۔ گاڑی کی اسٹارٹنگ میں مقرر کی گئی "دعائے سفر" کی ریکارڈنگ اگر گاڑی سٹارٹ ہونے کے بعد مکمل ہو کر ختم ہوتی ہے، درمیان میں نا تمام طور پر نہیں کٹتی تو اس کے مقرر کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ اس صورت میں دعائے سفر کی تذکیر پائی جاتی ہے، جو ایک نیک مقصد ہے۔

مندرجہ بالا فتاوی کی روشنی میں ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ اجر وثواب اور دین سے محبت کے اظہار کے لیے کیا جانے والا عمل علم کی کمی کے سبب کہیں ہمیں اللہ کی رحمت ومغفرت کی بجائے اسکے غضب اور ناراضگی کا سزاوار ٹھہرانے کا سبب نہ بن جائے۔ ہر مسلمان کو دین کا اتنا بنیادی علم تو ضرور ہونا ہی چاہیے کہ جس کی بنیاد پر وہ نیک اور بد عمل کا فرق سمجھ سکے اور لاعلمی کے سبب نیکی کے بجائے معصیت کا ارتکاب نہ کر بیٹھے۔

urdu.indd 11 5/22/11 12:26 PM

شریعت اسلامیہ میں جرم وسزا اور نفاذِ حدود

پروفیسر ڈاکٹر فرید الدینؒ سابق استاذ الحدیث
جامعہ نعمانیہ ڈی آئی خان پاکستان
تلخیص: حافظ امداد اللہ بن فرید الدین (کویت)

پچھلے شمارہ میں ہم نے اسلامی سزاؤں کی حکمتیں، حدود کے اقسام اور بعض حدود اور ان پر مقررہ سزاؤں کا ذکر کیا تھا، ذیل کے سطور میں ان حدود کا تتمہ نیز شریعت میں نفاذِ حدود کی شرائط کا ذکر کیا جارہا ہے

رھزنی کی حد

چوری کی طرح رہزنی بھی قابل حد جرم ہے جس سے معاشرہ کا امن تہ وبالا ہوجاتا ہے اور سلطنت کا نظم ونسق تباہ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے دیگر تمام سزاؤں کے مقابلہ میں اسکی سزا بھی انتہائی شدید مقرر فرمائی ہے۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ سورۃ المائدۃ آیت نمبر 34

ترجمہ: جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور ملک میں فساد برپا کرانے کو دوڑ دھوپ کرتے ہیں ایسے لوگوں کی پس یہی سزا ہے کہ وہ قتل کئے جائیں یا سولی پر چڑھا دیئے جائیں یا ان میں سے ہر ایک کا ایک طرف کا ہاتھ اور دوسری طرف کا پاؤں کاٹ دیا جائے یا شہر بدر کر دیئے جائیں یہ سزا ان کے لیے دنیا میں سخت رسوائی ہے۔ اور آخرت میں ان کے لیے بڑا عذاب ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو زمین میں فساد پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور رہزنی کے جرم کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (فتح الباری ج15 ص119)

شراب پینے پر حد

شراب چونکہ عقل کو پراگندہ اور ماؤف کردیتی ہے۔ انسان کی انسانیت چونکہ عقل پر موقوف ہے، شراب انسان کو انسانیت ہی سے نہیں بلکہ حیوان سے بھی بدتر بنا کر دیوانہ کتے کی طرح بنا دیتی ہے۔ اس لیے کتاب وسنت اور اجماع امت سے شراب کی حرمت قطعیت سے ثابت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ اِنْ شَرِبَ فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ اِنْ شَرِبَ فَاجْلِدُوْهُ ثُمَّ اِنْ شَرِبَ الرَّابِعَةَ فَاقْتُلُوْهُ (رواہ ابن حبان والحاکم وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ)

ترجمہ: ''جو شخص شراب پیئے اسکو درے مارو، پھر اگر دوبارہ پیئے پھر دُرے مارو، پھر اگر تیسری بار پیئے پھر درے مارو، پھر اگر چوتھی بار پیئے تو اسکو قتل کردو''۔

پس چوتھی بار اس ارتکاب جرم پر قتل کرنا اس امر پر محمول ہے کہ وہ اسکی حرمت کا قائل نہیں رہا بلکہ حلال سمجھتے ہوئے اس شراب کو پی رہا ہے۔ لیکن ابن حبان کی روایت میں مصرّح ہے اور حضرت معاویہؓ سے مرفوعاً روایت ہے کہ ایک شخص حضور علیہ السلام کی خدمت میں لایا گیا جس نے چوتھی بار شراب پی تھی تو آنحضرت ﷺ نے اسکو حد ماری اور قتل نہیں فرمایا، چنانچہ علمائے سلف وخلف نے اتفاق کیا ہے کہ چوتھی بار شراب پینے میں قتل نہ کیا جائے۔

(عین الھدایہ۔ ج2 ص473)

شریعت میں حد کے نفاذ کی شرائط

1. نصابِ شہادت اور ثبوتِ شہادت میں گواہوں کی کیفیت:

اسلامی قانون میں جس جرم کی سزا سخت ہے اسکے ثبوت کے لیے شرائط بھی سخت رکھی گئی ہیں۔ اور ان سزاؤں کے اجراء میں انتہائی احتیاط برتنے کا حکم ہے۔ چونکہ زنا کی سزا اسلام میں انتہائی سخت ہے چنانچہ ثبوتِ زنا کے لیے سخت ترین شرائط عائد کی گئی ہیں۔ اس لیے صرف معمولی سا شبہ پیدا ہوجانے کی بناء پر حد ساقط ہوجاتی ہے۔ صرف تعزیری سزا بقدر جرم باقی رہ جاتی ہے کیونکہ عام معاملات میں دو مردوں کی گواہی یا ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت ثبوت کے لیے کافی ہے لیکن اسلام نے حدِ زنا کے ثبوت کے لیے شہادت کا باقاعدہ نصاب مقرر کیا ہے اور حد زنا کے لیے چار مرد گواہوں کی عینی شہادت کی شرط اس قدر ضروری ہے کہ جس میں کوئی التباس نہ ہو۔ چنانچہ فقہائے امت نے قرآن وسنت کی روشنی میں عینی شہادت کے ضمن میں اس قدر سختی کی ہے کہ زنا پر گواہی دینے والے عادل چار ایسے شخص ہوں جو فاعل ومفعول کو اس حالت میں دیکھیں جیسے سرمہ دانی میں سلائی ہوتی ہے۔ چنانچہ شریعت محمدیہ ﷺ میں زنا کے گواہوں میں گواہی کی کیفیت اور اس کے اظہار کے وقت بھی اس قدر احتیاط ہے کہ ''اگر چاروں گواہ یکے بعد دیگرے آکر مجلسِ قضا میں بیٹھیں اور ایک ایک نے اٹھ اٹھ کر قاضی کے سامنے شہادت دی تو گواہی قبول کرلی جائے گی اور اگر دارالقضا کے باہر سب مجتمع تھے اور وہاں سے ایک ایک نے آکر گواہی دی تو گواہی مقبول نہیں ہوگی اور ان گواہوں پر تہمت کی حد لگائی جائے گی۔

(ردالمختار)

اگر شہادتِ زنا کی کوئی شرط مفقود ہونے کی بناء پر شہادت رد کی گئی ہو تو پھر شہادت دینے والوں کی خیر نہیں ان پر حد قذف اسی کوڑے لگائے جائیں گے۔

(معارف القرآن۔ ج6 ص348)

اسی طرح گواہوں کی عدم موجودگی کی صورت میں اگر خود مجرم اقرار کرے تو ایسی صورت میں بھی اسلام نے احترامِ انسانیت کے پیش نظر اس قدر احتیاط کے پہلو کو مدنظر رکھا ہے کہ زانی اقبالِ جرم کرنے کی صورت میں جب گناہ کا اقرار کرے تو اس کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ قاضی کے سامنے چار بار چار مجلسوں میں ہوش کی حالت میں صریح لفظ میں زنا کا اقرار کرے اور تین بار تک قاضی اس کے اقرار کو رد کرے جب چوتھی بار وہ اقرار کرے تو اب قاضی اس سے پانچ سوال کرے کہ زنا کس کو کہتے ہیں، کس کے ساتھ کیا، کب کیا، کہاں کیا اور کس طرح کیا''۔

(درمختار، عالمگیری)

تب جا کر قاضی حد کا نفاذ کرے اور باوجود حد کے نفاذ کے دوران ایسے شخص کے حق میں شریعت نے ایسے اقبالی زانی کو اس قدر اختیار دے رکھا ہے کہ ''اگر اقرار کر چکنے کے باوجود زانی انکار کر بیٹھا، یا حد قائم کرنے سے پہلے یا درمیانِ حد میں بھاگنے لگا، یا کہتا ہے کہ میں نے اقرار ہی نہ کیا تھا تو اسے چھوڑ دیں حد قائم نہ کریں گے اور اگر

urdu.indd 12 5/22/11 12:26 PM

شہادت سے زنا ثابت ہوا تو رجوع یا انکار یا بھاگنے سے حد موقوف نہ کریں گے اور اگر اپنے محصن (عاقل بالغ شادی شدہ) ہونے کا اقرار کیا تھا پھر اس سے رجوع کر گیا تو سنگسار نہ کریں گے''۔ (درمختار)

معلوم ہوا کہ اسلام میں احترامِ انسانیت کے حق میں کس قدر احتیاط کا پہلو نمایاں ہے کہ مذکورہ بالا شرائط کے ثبوت کے بعد قاضی حد کا اطلاق کرے پھر بھی اگر کوئی شخص حدود اللہ کو ظالمانہ یا وحشیانہ قرار دے تو وہ دراصل انسانیت کی عفت و عصمت کا دشمن ہے۔

2. صحیح العقل ہونا ضروری ہے:

اجرائے حد یعنی حد کے جاری ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جس پر حد واقع ہو رہی ہے وہ صاحبِ عقل ہو دیوانہ، مجنون اور پاگل نہ ہو۔ کیونکہ یہ سزا حصولِ عبرت کے لیے ہے اس لیے اس مجرم کے پاس عقل، احساس اور ادراک کا ہونا شرط ہے۔ جیسے حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ماعز اسلمیؓ نے نبی پاک ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر زنا کا اعتراف کیا تو آپ ﷺ نے اس سے رُخ مبارک پھیر لیا۔ وہ اعتراف کرتا رہا آپ ﷺ رخ انور پھیرتے رہے یہاں تک کہ اس نے اپنے گناہ پر چار مرتبہ شہادت دی۔ تب آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تو پاگل ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ تب آپ ﷺ نے رجم کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری۔ ج2 حدیث نمبر1007)

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ جس پر حد جاری کی جا رہی ہو وہ صحیح العقل ہونا چاہیے۔ جیسے آپ ﷺ نے حد جاری کرنے سے پہلے تحقیق فرمالی۔

3. تندرست اور سلیم البدن ہونا ضروری ہے:

جس پر حد جاری ہو اسے صحت مند ہونا ضروری ہے۔ بیمار اور کمزور پر حد جاری نہ کی جائے بلکہ اسے مہلت دی جائے کہ وہ تندرست اور قوی البدن ہو جائے اور اس میں حد کو برداشت کرنے کی صلاحیت موجود ہو۔ حضرت سعد بن عبادہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن وہ ایک ایسے شخص کو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے جو ناقص الخلقت اور بیمار شخص تھا ایسا بیمار تھا کہ اچھے ہونے کی اُمید نہ تھی اس شخص کو اہل محلّہ کی لونڈیوں میں سے ایک لونڈی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے پکڑا گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسکے بارے میں حکم فرمایا کہ کھجور کی ایک ایسی بڑی ٹہنی لو جس میں سو چھوٹی چھوٹی ٹہنیاں ہوں۔ پھر اس ٹہنی سے اس شخص کو ایک دفعہ مارو۔ (مظاہر حق شرح مشکوٰۃ ج۳ ص614)

بقول قاضی عیاضؒ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام المسلمین کے لیے مناسب ہے کہ جس پر تازیانہ لگایا جائیگا اس کا لحاظ کرے اور اسکی حیات پر محافظت کرے کیونکہ کوڑا مارنے میں قتل کرنا مقصود نہیں ہے۔ یوں قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ حمل کی صورت میں تو اقامتِ حد کے اندر تاخیر کی جائیگی۔ لیکن دوسرے امراض کے اندر تاخیر نہیں ہے جیسے کہ حدیث بالا سے واضح ہے کہ جس میں بحالت مرض نبی پاک ﷺ نے حد جاری فرمادی (چونکہ اس حد میں مریض کے تندرست ہونے کی امید نہ تھی لیکن صاحبِ شریعت نے سزا کے نفاذ میں اس کی جسمانی صحت کا خصوصی خیال رکھا جو آنحضرت ﷺ کے لیے حقوق انسانی کے عالمی علمبردار ہونے کی واضح دلیل ہے)۔

اسی طرح آپ ﷺ ایک غامدیہ عورت کو اعترافِ جرم پر لوٹاتے رہے۔ یہانتک کہ وہ تیسری بار حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب بچے کی ولادت ہو جائے تب آنا۔ وہ عورت ولادت کے بعد نومولود بچے کو لے کر حاضر ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب بچہ کھانے پینے کے قابل ہو جائے تب لے کر آنا۔ وہ دودھ پلانے کی مدت گزارنے کے بعد پھر بچے کو لیکر حاضر ہوئی، تب آپ ﷺ نے سنگسار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

(سنن ابوداؤد ج4 ص205)

حضرت علیؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ ایک لونڈی نے زنا کا ارتکاب کیا تو نبی کریم ﷺ نے حد جاری کرنے کا حکم دیا حضرت علیؓ کہتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ حال ہی میں اسکے ہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے تو مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر میں اسے پچاس کوڑے مارتا ہوں تو وہ مر جائیگی۔ چنانچہ میں نے نبی کریم ﷺ سے اسکا ذکر کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اچھا کیا کہ اس حالت میں اس پر حد جاری نہ کی۔ (مظاہر حق ج3 ص409)

تو ان احادیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ مریض کو اسکے اچھا ہونے تک مہلت دینی چاہیے۔

ابن ہمامؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی مریض زنا کا مرتکب ہوا اور شادی شدہ ہونے کی وجہ سے اسکو رجم کا سزاوار گردانا جا چکا ہو تو اسکو اسی مرض کی حالت میں رجم کیا جائے اور غیر شادی شدہ ہونے کی وجہ سے اسے اگر کوڑے مارے جانے کا سزاوار گردانا جا چکا ہو تو پھر اس کو اس وقت تک کوڑے نہ مارے جائیں جب تک کہ وہ اچھا نہ ہو جائے۔

ہاں اگر وہ کسی ایسے مرض میں مبتلا ہو جس سے اچھا ہونے کی امید نہ ہو جیسے دِق، سِل وغیرہ یا وہ ناقص الخلقت ہو تو اس صورت میں امام ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک سزا پوری کرنے کے لیے اسکو کھجور کی ایک ایسی بڑی شاخ سے مارا جائے جس میں چھوٹی چھوٹی سو ٹہنیاں ہوں، ان سے اس کو اس طرح مارا جائے کہ اسکی ایک ایک ٹہنی اسکے بدن پر لگ جائے۔ (مظاہر حق ج3 ص409)

حاملہ عورت کے حمل کا انتظار کیا جائے

حدیثِ بالا میں جس غامدیہ عورت کے حق میں رجم کی سزا گردانی جا چکی تھی اور اسے جو مہلت دی گئی وہ دراصل اس کے حاملہ ہونے کی وجہ سے تھی۔ لہٰذا حاملہ عورت کو بچے کی پیدائش کے بعد حد جاری کیجائے۔ چنانچہ اس حکم نبوی ﷺ میں بچہ کی ولادت کو مدِ نظر رکھا گیا ہے۔ اگر بچے کی ولادت کے بعد اس کی پرورش کا کوئی معقول انتظام نہیں تو رضاعت کی مدت تک مزید دو سال کی مہلت دی جائیگی۔

حدود کی گواہی میں چشم پوشی کا حکم

ترمذی شریف سے ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے فرمایا: ''جہاں تک ہو سکے مسلمانوں سے حدود کو رفع کیا کرو، اگر اس بات کی ذرا بھی گنجائش ہو کہ ملزم سزا سے بچ جائے تو اسے بچ جانے دو۔ کیونکہ معاف کر دینے میں اگر حاکم سے غلطی سرزد ہو جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ سزا دینے میں وہ غلطی کرے۔'' (سلامی حدود، مولانا سید محمد متین ہاشمی ص18)

اسلامی سزائیں اگرچہ عبرتناک سزائیں ہیں لیکن ان سزاؤں کے اجراء میں احتیاط برتنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اجرائے سزا میں شک سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔ خود حضور ﷺ کا عمل اس پر دال ہے۔ حضرت ماعزؓ اسلمی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ اعترافِ زنا کیا۔ تو آپ ﷺ نے حضرت ماعزؓ کو ٹالنے کی کوشش کی۔ لیکن جب حضرت ماعزؓ نے چار مرتبہ صریحاً اپنے گناہ کا اعتراف کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو پاگل ہے؟۔ عرض کیا: نہیں، آپ نے پوچھا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ عرض کیا: نہیں، تب آپ ﷺ کے حکم سے اسے رجم کر دیا گیا۔

(صحیح البخاری ج2 حدیث نمبر1007)

ایک روایت میں ہے کہ اسکے اہل وعیال کے پاس بھیجا گیا کہ تم لوگ اسکی عقل میں کچھ فتور سمجھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ (عین الھدایہ ج2 ص444) (جاری)

urdu.indd 13 5/22/11 12:26 PM

اسلام میں مہنگائی کا علاج

سعید الرحمٰن نور العین

تاریخ واقعات کو دہراتی ہے۔ اشیائے خوردنی کی قیمتوں میں اضافہ کوئی نئی بات نہیں، بلکہ ہر دور کے لوگوں کو اس مصیبت سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت عالیہ میں بعض صحابہ کرام تشریف لائے اور آپ سے ضروری اشیاء کی قیمتوں کی گرانی کا شکوہ کیا، ساتھ ہی اشیائے خوردنی کے نرخ کی تعیین کی بھی بات کی۔ لیکن نبی ﷺ نے اس سے انکار کردیا اور ارشاد فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیمتوں میں کمی اور بیشی کرتا ہے''۔

(سنن ابوداود/ 1543، سنن ترمذی/ 4131، سنن ابن ماجہ/ 2200، شیخ البانی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔)

عہدِ نبوی کے بعد بہت سارے خلفاء کے دور میں انسانیت کو قحط سالی، بھوک مری اور مہنگائی جیسی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا، لیکن ان سب میں عباسی دورِ حکومت کی مہنگائی سب سے خطرناک تھی۔ جسے امام مقریزی نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے: ''عہد عباسی میں قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے عام استعمال کی چیزیں انسانی پہنچ سے باہر ہوگئیں۔ حالت یہاں تک پہنچی کہ لوگ کتے اور بلیوں کو پکڑ پکڑ کر کھانے لگے۔ جب شہر کے کتے اور بلیاں کم پڑ گئے، تو انہیں بھی پانچ پانچ درہم میں بیچا جانے لگا۔ بلکہ نوبت بایں جا رسید کہ لوگ آدم خور ہوگئے۔ اور باہم ایک دوسرے کو کھانا شروع کردیا۔ ایک جماعت نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ رسی اور آنکس لے کر گھر کے چھتوں پر جا بیٹھتے اور گزرنے والے انسان کو رسی اور آنکس کی مدد سے اوپر اپنے پاس کھینچ کر کھا جاتے۔ حاکمِ وقت مستنصر کا حال یہ ہوگیا کہ اس نے اپنے دربار کے سارے سامان فروخت کردیئے اور چٹائی پر بیٹھنے لگا۔ ایک موقعے سے اس کا وزیر گدھے پر سوار ہوکر اس کے پاس آیا۔ لوگوں نے پہلے اس وزیر کے گدھے کو پھر اس وزیر کو کھا کر اپنی بھوک مٹائی۔'' (اغاثۃ الأمۃ بکشف الغمۃ: ص/ 41)

مہنگائی کے اسباب

1-دین بیزاری اور معصیت کا ارتکاب:

آج ہم جس ماحول اور جس زمانے میں سانسیں لے رہے ہیں، وہ فتنوں کا دور ہے۔ ہر سو بے حیائیوں کا بازار گرم ہے۔ معاشرے پر برائیوں کی دبیز چادر اور موٹی پرت پڑی ہوئی ہے۔ قدم قدم پر فیشن کے نام پر دینی احکامات و تعلیمات کا خون ہو رہا ہے۔ قدریں نابود ہوچکی ہیں اور ایمان متزلزل ہے۔ نام ہی کے مسلمان رہ گئے۔ نہ ایمان ہے اور نہ ہی اس کی روح۔ معاشرہ فحاشی اور ننگے پن جیسی برائیوں سے جوجھ رہا ہے جس نے انسانی اقدار کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ انسان، انسانیت کی صف سے نکل کر حیوانیت اور بہیمیت کے صف میں جا کھڑا ہے۔ معاشرے کی یہ تبدیلی بھی فطرت کے عین موافق ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ ۔ ترجمہ: ''لوگوں کے کرتوتوں کی وجہ سے سمندر اور خشکی میں فساد ظاہر ہوگیا۔'' (سورۃ الروم/ 41)

یہ بات صد فی صد درست ہے۔ ہر شخص دنیا کے پیچھے شترِ بے مہار بنا بھاگ رہا ہے۔ آخرت، حساب و کتاب اور موت کا چنداں احساس نہیں۔ نتیجہ سامنے ہے۔ انسانیت خاک و خون میں تڑپ رہی ہے۔ آہ و فغاں کی صدائے دلدوز اور بے چینی اندرونی کرب کا پتہ دیتے ہیں اور یہ سب کچھ یونہی نہیں! بلکہ پیش آنے والی بڑی قیامت کے چھوٹے چھوٹے مقدمات ہیں۔ جو الٰہی قانون کے مطابق روئے زمین پر بسنے والے سرکش افراد کو ہلاکت و بربادی سے دوچار کرتے ہیں۔ آپ قانونِ فطرت کا مطالعہ کریں! گذشتہ اقوام کی تاریخ پڑھیں اسے دہرائیں! ان کے زوال کے اسباب کو جاننے کی کوشش کریں! آپ ایک ہی نقطہ پر پہنچیں گے کہ اللہ کی نافرمانی، تکبر و سرکشی اور دولت کے بے جا غرور نے ان جیسی زور آور اقوام کو خاک میں ملا دیا۔

موجودہ حالات بھی کچھ ایسے ہی ہیں، انسان شرعی احکامات کی پابندی سے بھاگ رہا ہے۔ ایسے میں انسانیت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے دوچار ہے اور مہنگائی جیسی مصیبت کی مار جھیل رہی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم ہوش کے ناخن لیں اور اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں مہنگائی سے بڑی کسی مصیبت سے دوچار کرے، ہم اللہ کے حضور صدق دلی سے توبہ کریں۔ بے حیائیوں اور فحاشیوں سے بالکلیہ اجتناب کرنے کا عزم بالجزم کریں۔ تاکہ ہم اس مصیبت سے نجات پاسکیں۔

2-ضروری اشیاء کی ذخیرہ اندوزی:

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ اس کا ہر ہر حکم انسانوں کی فلاح و بہبود کا ضامن اور عدل و انصاف پر مبنی ہے۔ اور یہ بات بھی معلوم ہے کہ اسلام نے تجارت کو ایک معزز پیشہ قرار دیا ہے۔ اب جبکہ اسلام کی نظر میں بہترین پیشہ تجارت ہے۔ اسلام نے ''لاضرر ولا ضرار'' کے اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے خرید و فروخت کے چند ایسے ضوابط مقرر کئے ہیں کہ جن کی بنیاد پر تجارت کا فائدہ ساری انسانی برادری کو یکساں ملے اور کوئی نقصان نہ اٹھائے۔ جن میں سے ایک ضابطہ یہ ہے کہ انسان اشیائے ضروری کی ذخیرہ اندوزی سے بالکلیہ احتراز کرے۔ تاکہ ہر چیز بازار میں حسبِ معمول وافر مقدار میں پہنچ سکے اور قلت کی وجہ سے کسی سامان کا نرخ آسمان کو نہ چھوئے۔ آج اشیائے خوردنی کی قیمتوں کے اضافے کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ تجارت پیشہ افراد ذاتی منفعت کی خاطر وافر مقدار میں خاص جنس کی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کرکے بھاؤ چڑھنے کا انتظار کرتے ہیں۔ اور نقصان عام انسانیت کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اور ان مفاد پرستوں کی بیوقوفیوں کی وجہ سے پوری انسانیت غربت و افلاس سے دوچار ہوتی ہے۔ یہی وہ نقصان ہے جس سے خبردار کرتے ہوئے نبی گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ذخیرہ اندوزی صرف خطاکار اور گنہگار شخص ہی کرے گا''۔ (صحیح مسلم 921/ 5061)

3-عام ضرورت کے سامان کی قلت:

قیمتوں کی مہنگائی اور گرانی کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ عام ضرورت کے سامان وافر مقدار میں مارکیٹ میں نہیں پہنچتے۔ جب سامان کا مطالبہ زیادہ ہوتا ہے اور مقدار کم ہوتی ہے تو قیمتیں خود بخود بڑھ جاتی ہیں۔ قلتِ سامان کے بھی بہت سارے اسباب ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں:

أ- قحط سالی اور بارش کی کمی

ب- سستی اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی۔

ج- زراعت کے طریقوں سے ناآشنائی

urdu.indd 14 5/22/11 12:26 PM

د-سوداوردیگرحرام کاروبارکارواج۔
ھ-ضرورت کے سامان کی ذخیرہ اندوزی وغیرہ

4-فضول خرچی:

قیمتوں میں اضافے کا ایک اہم سبب لوگوں میں بڑھتی فضول خرچی کے مظاہر بھی ہیں۔آج دولت کے نشہ میں بدمست حضرات پیسہ خرچ کرنے میں دریغ نہیں کرتے۔ ہجوم کا ہجوم بازاروں میں داخل ہوتا ہے اور محض شوق اور لطائفِ طبع کے لیے بہت ساری غیر ضروری چیزوں میں اپنی جیبیں خالی کرآتے ہیں۔جبکہ ایک موقعے سے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما گوشت لیے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ کے قریب سے گزرے۔عمر ﷺ نے پوچھا:اے جابر! ہاتھ میں کیا ہے؟انہوں نے کہا: گوشت ہے،اچھا لگ گیا تو میں نے اسے خرید لیا۔عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا جو چیز تمہیں بہت لگ جائے گی تم اسے خرید ہی لوگے؟ کیا تم اس آیت کے مصداق قرار پانے سے نہیں ڈرتے؟ ﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُم بِهَا فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَسْتَكْبِرُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ تَفْسُقُونَ﴾ ۔(احقاف20) ترجمہ:''اور کہا جائے گا تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی ہی میں برباد کردیں اور ان سے فائدہ اٹھا چکے،پس آج تمہیں ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی، اس باعث کہ تم زمین میں ناحق تکبر کیا کرتے تھے اور اس باعث بھی کہ تم حکم عدولی کیا کرتے تھے۔''

عمر ﷺ نے اس فعل پر جابر ﷺ کو محض اس لئے ٹوکا کہ اگر ہر شخص اپنی پسندیدہ چیزیں خریدنے لگے۔خواہشاتِ نفس کا اسیر بن جائے اور نفس پر کنٹرول کی کوشش نہ کرے،تو ایسی صورت میں قلتِ سامان کے باعث مہنگائی کا خدشہ مزید بڑھ جائے گا۔ساتھ ہی عمر ﷺ نے یہ بھی احساس دلایا کہ ایک مسلمان طبیعت کا بندہ نہیں ہوتا،اس کا نصب العین آخرت کی سرخروئی ہوتی ہے اور وہ حساب وکتاب کو ہمہ وقت سامنے رکھ کر کوئی قدم بڑھاتا ہے۔

5-معاشرے سے تعاون کا فقدان:

کسی بھی ملک،معاشرہ اور سوسائٹی کی ترقی کے ضامن اس کے افراد ہوتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نے معاشرے میں بسنے والے افراد کے باہمی تعاون پر بہت زور دیا ہے۔اعزہ واقرباء اور پڑوسیوں اور مہمانوں کے حقوق متعین کیے، زکوۃ اسی لیے واجب قرار پایا کہ اس سے

ماہرینِ اقتصادیات، اسکالرس اور دانشورانِ امت عموماً بڑھتی آبادی کو مہنگائی کا سبب بتلاتے ہیں حالانکہ یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی روزی رساں ہے۔ وہ جتنے نفوس پیدا فرماتا ہے اسے روزی عطا کرنا بھی اسی کے ذمہ ہے۔دوسری بات یہ کہ اگر ہر پیدا ہونے والا بچہ کوئی ہنر سیکھے اور کوئی پیشہ اختیار کرے،تو یہ ایک موٹی سی بات ہے جو کم فہم انسان کے بھی پلے پڑ سکتی ہے کہ افراد کی زیادتی سے اشیاء میں اضافہ ہوگا نہ کہ کمی۔لہذا اسے مہنگائی کا سبب قرار دینا اسلامی اصولوں سے ناآشنائی کا بین ثبوت ہے۔

غریبوں کی مدد ہوان کی دیکھ ریکھ اور ان کا پالن پوسن ہو۔ اور معاشرے کے تمام افراد سکھ چین کی زندگی بسر کریں۔ کیونکہ آپسی تال میل ہی وہ سنہری اور بیش بہا اصول ہے، جس سے کوئی خاندان،معاشرہ اور تنظیم ترقی پاسکتی ہے۔ مشکلات اس کا بال بیکا نہیں کرسکتے۔مصائب ان میں گھر نہیں بناسکتے۔صحابہ کرام کے دور میں خوشحالی،آسودگی اور توانائی کا یہی راز تھا کہ ان کے اندر بھائی چارہ،خیر سگالی، تعاون اور الفت ومحبت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔مالدار حضرات فقراء کی مالی اعانت کیا کرتے تھے۔جس کی وجہ سے ان میں کوئی بھی فرد بھوکا نہیں رہتا۔واقعہ مشہور ہے: سیدنا ابوبکر ﷺ کے زمانۂ خلافت میں قحط سالی کے وقت عثمان ﷺ کا جو صحابہ کرام میں مالداری کی وجہ سے ''غنی'' کے لقب سے مشہور تھے،گندم اور دیگر غلوں سے لدا پھندا ہزار اونٹوں کا قافلہ مدینہ آیا۔اصحابِ خیر عثمان ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ اس غلے کو خرید کر مدینے کے فقراء کے مابین تقسیم کردیں۔لیکن سیدنا عثمان ﷺ نے اس سے نفع لے کر بیچنے کے بجائے خود فقراء میں تقسیم کردیا۔ یہ ہے صحابہ کرام کے باہمی تعاون کی مثال۔اگر بھلائی اور خیر خواہی کا جذبہ آج بھی معاشرے کے افراد میں پیدا ہوجائے تو یقین جانئے کوئی بھی سماج مہنگائی جیسی مصیبت سے دوچار نہیں ہوسکتا۔اس کے برعکس قوم وسماج باہمی چپقلش،دشمنی،انارکی اور خودغرضی جیسی مذموم خصلتوں کو اپنالے تو حقیقت یہی ہے جس کا ہم مشاہدہ کررہے ہیں کہ ایسا معاشرہ تمام برائیوں کی آماجگاہ بن کر رہ جائے گا۔اور یہ غلط بیانی نہیں بلکہ ایک تلخ سچائی ہے۔

6-سستی اور اختیارِ پیشہ سے گریز

اسلام نے ہر فرد کو ایک ذمہ دار فرد کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے۔اور ذمہ داری کا احساس دلاتے ہوئے بتایا ہے کہ ہر شخص کسی نہ کسی چیز کا مالک ہے۔جس سے اس کی ملکیت کی بابت باز پرس ہوگا۔اسی طرح اسلام نے ہر فرد کو اپنی خدمات،سہولیات اور تعاون فراہم کرنے پر بھی ابھارا ہے،تاکہ معاشرے میں امن وامان،خوش حالی اور فارغ البالی کی فضا قائم ہو۔لیکن موجودہ سماج کی حالت بڑی ناگفتہ بہ ہے۔قوم کی اکثریت پیشے سے دور اور ہنر سے ناآشنا ہے۔دستکاری کا ہنر ان کے یہاں سے معدوم ہوچکا ہے۔غیر کی نوکری اور غلامی کو خود کے پیشے پر ترجیح دیتے ہیں۔چھوٹی تجارت کو یا تو حقیر سمجھتے ہیں یا محنت سے جی چراتے ہوئے اسے اختیار نہیں کرتے،جبکہ اسلام میں بہترین کمائی ہاتھ کی کمائی ہے اس میں برکت ہے۔اللہ کے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:''سب سے بہتر کمائی وہ ہے جسے انسان اپنے ہاتھوں سے کماتا ہے۔''

(صحیح بخاری/2702)

ماہرینِ اقتصادیات، اسکالرس اور دانشورانِ امت عموماً بڑھتی آبادی کو مہنگائی کا سبب بتلاتے ہیں۔حالانکہ یہ بات درست نہیں۔کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی روزی رساں ہے۔ وہ جتنے نفوس پیدا فرماتا ہے اسے روزی عطا کرنا بھی اسی کے ذمہ ہے۔دوسری بات یہ کہ اگر ہر پیدا ہونے والا بچہ کوئی ہنر سیکھے اور کوئی پیشہ اختیار کرے،تو یہ ایک موٹی سی بات ہے جو کم فہم انسان کے بھی پلے پڑ سکتی ہے کہ افراد کی زیادتی سے اشیاء میں اضافہ ہوگا نہ کہ کمی۔لہذا اسے مہنگائی کا سبب قرار دینا اسلامی اصولوں سے ناآشنائی کا بین ثبوت ہے۔

مہنگائی کا علاج

1-انسان اللہ تعالیٰ کے حضور توبہ واستغفار کرے:

فارسی کا یہ مقولہ یاد رکھنے کا ہے کہ ''خود کردہ را علاج نیست''یعنی اپنے کیے کا مداوا نہیں،الا یہ کہ انسان اس سے باز آجائے اور اپنی حالت سدھار لے اور صحیح راہ پر لگ جائے۔تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کوئی قوم کسی مصیبت

urdu.indd 15 5/22/11 12:26 PM

سے دوچار ہوئی تو وہ خود اپنے کردہ گناہوں کی وجہ سے۔ آج پوری دنیا جس مصیبت سے گرفتار ہے، اس سے خلاصی کا سب سے پہلا حل یہی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے گناہوں سے توبہ کرے۔ کوتاہیوں اور سیہ کاریوں پر نادم ہو۔ زندگی میں اسلامی احکامات کو نافذ کرے اور حرام کاموں کے ارتکاب سے بالکلیہ احتراز کرے۔ کیونکہ اللہ اپنے بندوں سے خوش ہوکر اپنی رحمتوں کا نزول فرماتا ہے۔ جیسا کہ نوح علیہ السلام کی زبانی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّاراً (10) يُرْسِلِ السَّمَاء عَلَيْكُم مِّدْرَاراً (11) وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَل لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَل لَّكُمْ أَنْهَاراً (12)﴾۔ ترجمہ: ''اور میں نے کہا: اپنے رب سے اپنے گناہ بخشواؤ (اور معافی مانگو) وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان کو خوب برستا ہوا چھوڑ دے گا۔ اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لیے نہریں نکال دے گا''۔ (سورۃ نوح/10-12)

2-تجارت کے اسلامی اصول کی پابندی:

انسانی زندگی کے دیگر شعبے کی طرح خرید وفروخت کے سلسلے میں بھی اسلام کا بڑا انوکھا نظریہ ہے جسے اپنا کر اور اپنی زندگی میں نافذ کرکے بلاشبہ مہنگائی جیسی مصیبت سے عافیت حاصل کی جاسکتی ہے۔ ذیل میں بعض اصول ذکر کئے جاتے ہیں:

أ-دھوکہ دھی سے ممانعت:

موجودہ تجارت کی بنیاد ہی دھوکہ دہی پر ہے۔ اشیائے خوردونوش ہو کہ لباس اور آرائش وزیبائش کی خریداری، تاجر پیشہ حضرات فریب دینے سے باز نہیں رہتے۔ سامان کا عیب پوشیدہ رکھ کر چار آنے قیمت کا منافع چوگنا لیا جاتا ہے اور ایسا کرنے میں انہیں عار نہیں ہوتا بلکہ تجارت کی منڈی میں یہ بنظرِ تحسین ہنر، آرٹ اور فن تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اسلام نے اس حرکت سے بڑی سختی سے روکا ہے۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ کا گزر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا، جو غلہ بیچ رہا تھا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس غلے میں داخل کیا تو اسے اندر سے بھیگا پایا۔ یہ دیکھ کر اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جو کوئی بھی دھوکہ دہی کرے گا، وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے''۔ (صحیح مسلم 201/461)



ب- بغیر خریداری کے ارادے سے قیمت بڑھانے کی ممانعت:

آپ کسی دوکان پر جائیں، کبھی مشاہدہ ہوگا کہ اس دوکان پر آپ کے علاوہ دیگر کئی لوگ بھی پہنچتے ہیں۔ اور جس چیز کو آپ خریدنا چاہتے ہیں، وہ افراد خریدار بن کر اس کی قیمت بڑھانے لگتے ہیں اس عمل کو شریعت کی اصطلاح میں ''نجش'' کہتے ہیں۔ درحقیقت یہ دوکانداروں کی سازش ہوتی ہے، تاکہ آپ مطلوب سامان کو زیادہ قیمت دے کر خرید لیں حالانکہ اس حرکت سے اللہ کے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (بخاری/2412)

ج -تلقی رکبان یعنی بازار میں پہنچنے سے پہلے قافلہ والوں کے سامان کو خریدنے کی ممانعت:

اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم قافلے والوں کے سامان کو بازار کے پہلے بڑھ کر مت خریدو، جس کسی نے ایسی بیع کی تو سامان والا جب بازار پہنچے گا تو وہ نفاذِ بیع اور فسخ کے مابین مخیّر ہوگا''۔ (صحیح مسلم 3283 سنن ابوداؤد 3438 سنن ترمذی 1221 سنن نسائی 1054)

علمائے کرام اس ممانعت کی حکمت یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ فعل بازار میں اس خاص سامان کی قلت کا سبب بنتا ہے اور وہ چیز مہنگی ہوجاتی ہے۔

د-ذخیرہ اندوزی کی ممانعت:

سابقہ سطور میں گزرا کہ مہنگائی کے اسباب میں سے ایک اہم سبب ضرورت کے سامانوں کی ذخیرہ اندوزی بھی ہے جس سے شریعت نے تاجروں کو روکا ہے۔

اس کے علاوہ بھی اسلام میں دیگر تجارتی اخلاقیات ہیں، جن کی پابندی اور نفاذ سے ہم مہنگائی جیسی مصیبت سے نجات پاسکتے ہیں۔

3-حصولِ برکت کے آداب وذرائع کی پاسداری:

بلاشبہ شریعتِ اسلامیہ نے حصولِ برکت کے بہت سے آداب وذرائع متعین کیے ہیں۔ ایک انسان جن کو بروئے کار لاکر برکت جیسی نعمت سے محظوظ ہوسکتا ہے۔ اور ظاہر سی بات ہے کہ اگر آج بھی برکتوں کا نزول ہو تو ملک، صوبہ اور شہر غربت و افلاس اور مہنگائی و بھکمری جیسی مصیبتوں سے محفوظ ہوجائے گا اور ہر شخص آرام وسکون کی زندگی بسر کرنے لگے گا اور برکت کی وجہ سے اس کے مال ودولت ہی اس کے لیے کافی ہوں گے اور دردر ہاتھ پھیلانے سے محفوظ ہوگا۔ لہذا تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ جن افعال کو شریعت میں باعث برکت قرار دیا گیا ہے ان کی پابندی کرے اور ان کی انجام دہی کی کوششیں کرے۔

4-جس سامان کی قیمت میں اضافہ ہو، اس کا بدل تلاش کیا جائے:

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں مکے کے اندر کسی موقعے سے زبیب (کشمش) کی قیمت بڑھ گئی۔ لوگوں نے خط لکھ کر کوفے میں موجود علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس کا شکوہ کیا۔ تو انہوں نے یہ رائے تجویز فرمائی کہ تم لوگ کشمش کے بدلے کھجور استعمال کیا کرو کیونکہ جب ایسا کروگے تو مانگ کی کمی سے کشمش کی قیمت گر جائے گی اور وہ سستی ہوجائے گی۔ اگر سستی نہ بھی ہو تو کھجور اس کا بہترین متبادل ہے۔ (تاریخ ابن معین 1/68 التاریخ الکبیر للبخاری 3/523)

5-جس چیز کی قیمت میں اضافہ ہو انسان اس کے استعمال کو بند کردے:

ایک بار سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں گوشت کی قیمت میں حد درجہ اضافہ ہوگیا۔ لوگ گوشت کی گرانی کی شکایت لے کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سننے کے بعد کہا: اگر اس کا بھاؤ چڑھ گیا ہے تو کم کردو۔ لوگوں نے کہا: ہم تو ضرورت مند ہیں، گوشت ہمارے پاس کہاں ہے کہ ہم اس کی قیمت کم کردیں؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ دراصل میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ اس کا استعمال کم کردو، کیونکہ جب اس کا استعمال کم ہوجائے گا تو اس کی قیمت بذاتِ خود کم ہوجائے گی۔

(ملاحظہ ہو: تاریخ دمشق 6/282، حلیۃ الاولیاء 8/23)

❀❀❀

urdu.indd 16 5/22/11 12:26 PM

یہ کائنات کیا کہہ رہی ہے؟

محمد آصف ریاض (دہلی)
asif343@gmail.com

میرا ایک بیٹا ہے۔ وہ ابھی چل نہیں پاتا ہر چند کہ وہ چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ بول نہیں پاتا ہر چند کہ وہ بولنے کی کوشش کرتا ہے! وہ ابھی بہت چھوٹا ہے۔ گزشتہ دنوں کسی بات پر اس کی ماں نے اس کی پٹائی کردی۔ وہ اسے برداشت نہیں کرسکا اور زور زور سے رونے لگا۔ میں وہیں مطالعہ میں غرق تھا۔ اس کے رونے کی آواز سن کر میں خاموش انداز میں پوری صورت حال کا مشاہدہ کرنے لگا۔ اس دوران مجھے ایک حیرت انگیز تجربہ ہوا۔ ''میں کیا دیکھتا ہوں کہ بچہ روتے روتے چپ ہوگیا اور پھر اپنی جگہ سے لڑکھڑاتے ہوئے اٹھا اور آگے بڑھ کر اس نے اپنی ماں کا ایک بوسہ لیا''۔

اس کی ماں کے لیے یہ ایک حیرت ناک واقعہ تھا۔ وہ اس صورت حال کو برداشت نہ کرسکی اور رونے لگی۔ اس نے خواب وخیال میں بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ اس کا بچہ اس کی پٹائی کے جواب میں اس کا بوسہ لے گا، اور اس کی برائی کو بھلائی سے بدلے گا! اس نے بچے کو اپنی گود میں اٹھالیا اور جواباً اسے کئی بار بوسہ لی۔ وہ بچہ اپنی ماں کے سامنے خدا کے آفاقی پیغام کا زندہ اور عملی نمونہ بن گیا تھا۔ وہ خاموش آواز میں اپنی ماں سے کہہ رہا تھا، ماں! برائی کا جواب برائی نہیں ہوسکتا۔ تشدد کا جواب تشدد نہیں ہوسکتا، نفرت کا جواب نفرت نہیں ہوسکتا۔ تم لوگوں کی طرف سے پہنچنے والی برائی کا جواب بھلائی سے دو، لوگ تمہیں برا کہیں اور تم انھیں دعائیں دو، لوگ تمہاری راہوں میں کانٹے بچھائیں اور تم ان کی راہوں میں پھول برساؤ۔ لوگ تمہارے ساتھ برائی کریں اور تم ان کا جواب بھلائی سے دو۔ وہ بچہ اپنی ماں کو خدائے بزرگ کا وہ پیغام یاد دلا رہا تھا، جسے قرآن شریف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے:



''برائی اور بھلائی برابر نہیں ہیں۔ تم برائی کا جواب بھلائی سے دو، اگر تم ایسا کروگے تو پاؤ گے کہ جو تمہارا شدید دشمن تھا وہ تمہارا قریبی دوست بن گیا'' (حم سجدہ 34)

بچے کسی سے نفرت نہیں کرتے۔ وہ کسی کو دوست اور دشمن کے خانے میں رکھ کر نہیں دیکھتے۔ آپ جانتے ہیں کیوں؟ اس لیے کہ وہ براہِ راست اللہ کی نگرانی میں ہوتے ہیں۔ ابھی ان پر سماج کا اثر نہیں پڑا ہوتا ہے۔ ابھی وہ اللہ کے سچے راستے پر ہوتے ہیں۔ وہ دینِ الٰہی پر قائم رہتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے: ''ہر بچہ دینِ فطرت پر پیدا ہوتا ہے، بعد میں اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں''۔ (بخاری ومسلم)

یہ کائنات کیا کہہ رہی ہے!

آپ نے کبھی نظامِ کائنات پر غور کیا ہے؟ آپ کے اوپر سورج ہے، یہ آگ کا گولا ہے، لیکن کیا کبھی یہ آپ کو جلاتا ہے؟ نہیں۔ حالانکہ یہ آپ کو جلا سکتا ہے۔ آپ جس زمین پر چلتے پھرتے ہیں وہ لگاتار سورج کے گرد چکر کاٹ رہی ہے، لیکن کیا کبھی یہ آپ کے لیے پریشانی کا سبب بنتی ہے؟ نہیں۔ آپ کے سر کے اوپر عظیم الشان آسمان ہے، لیکن کیا کبھی یہ آپ کے سر پر گرتا ہے؟ نہیں۔ آسمان سے آپ کے لیے پانی اترتا ہے، لیکن کیا یہ آپ کے لیے پریشانی کا سبب بنتا ہے؟ نہیں۔

آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ ایسا اس لیے ہے کہ یہ تمام چیزیں براہ راست اللہ کی نگرانی میں ہیں۔ اگر یہ چیزیں کسی فرد یا کسی سماج کے زیر نگرانی ہوتیں تو ضرور فساد پھیلاتیں۔ لیکن چونکہ یہ تمام چیزیں براہ راست اللہ کے کنٹرول میں ہیں اس لیے پرامن طریقہ سے اپنے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ یہی حال بچوں کا ہے۔ بچے چونکہ براہ راست اللہ کی نگرانی میں ہوتے ہیں اس لیے وہ شر اور فساد نہیں پھیلاتے۔ بعد میں سوسائٹی انھیں شر اور فساد پھیلانا سکھاتی ہے۔ نظام کائنات پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کو چھوڑ کر کائنات کی تمام چیزیں اللہ کی فرماں برداری میں لگی ہیں۔ پوری کائنات میں انسان وہ واحد مخلوق ہے جو اللہ کے مقابلہ میں سرکشی کی روش اختیار کرتا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے؟

آزادی کا غلط استعمال

اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ نے انسانوں کو ایک دائرے میں آزادی دے رکھی ہے، تاکہ وہ انھیں جانچے کہ ان میں کون ہے جو اپنی خواہش سے اس کی فرماں برداری کرتا ہے، اور کون ہے جو اپنے نفس کی آواز پر چل کر اس کے مقابلہ میں سرکشی کی روش اختیار کرتا ہے! انسان کو ایک محدود مدت تک حالت امتحان میں رکھا گیا ہے، اس کے بعد اس مدت امتحان کو ختم کردیا جائے گا اور پھر انصاف کا دن قائم ہوگا اور اس دن انسان دیکھ لے گا جو وہ اپنے ساتھ لے کر آیا ہے۔ اس دن اگر کسی نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی، تو وہ اسے پالے گا، اور اگر کسی نے ذرہ برابر بھی شر کیا ہوگا تو وہ اسے پالے گا۔

سمر کلاسیز برائے طلباء وطالبات

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کویت کی جانب سے اردو جاننے والے طلباء وطالبات کے لیے تعلیم وفہمِ قرآن کورس کا اہتمام کیا جارہا ہے۔ کلاسیز کا آغاز یکم جون سے ہوگا۔

چھ سال کی عمر سے اوپر کے بچوں اور بچیوں کے لیے علیٰحدہ انتظامات کیے گئے ہیں

نصاب:

☆ حفظ قرآن (1 جزء) ☆ دورۂ قرآن (مکمل) ☆ کھیل اور تفریحی سرگرمیاں

خصوصی تربیتی کلاسیز کا بھی انتظام ہے

منقف، فحاحیل اور ابوحلیفہ میں رہائش پذیر فیملی سمر کلاسیز سے استفادہ کرسکتی ہے۔

مقام: ابوحلیفہ قطعة 1

رابطہ نمبر

97949655 - 99078166

اسلامک ایجوکیشن کمیٹی کویت

حسد کیوں؟

طاہرہ بیگم سید کریم (کویت)



اللہ پاک نے ابلیس کو کیوں راندۂ درگاہ کیا؟ قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو کیوں قتل کیا؟ اور یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے انہیں اندھیرے کنویں میں کیوں ڈالا؟ جواب ظاہر ہے کہ حسد، رقابت، عداوت اور نفرت جیسے خسیس جذبات کی بنیاد پر..... دنیا کا یہ چلن اس وقت کا تھا جبکہ ابھی دنیا ترقی اور ارتقاء کے موڑ سے ہو کر بھی نہیں گذری تھی، آج جبکہ دنیا ترقی پذیر ہے، انسان آفاقی چیزوں پر بھی دسترس حاصل کرنے لگا ہے، جس تیزی سے وہ ارتقاء کی منازل طے کر رہا ہے اسی تیزی سے اخلاقی پستی کی طرف گامزن ہے۔ اس اخلاقی زوال کی جڑ دراصل حسد ہے۔

حسد کسی کی دولت، حشمت، جاہ و منصب، علم، ذہانت اور چاہتوں کو دیکھ کر دل میں پنپتا ہے، دل کی تنگی کا باعث ہوتا ہے، چنانچہ حاسد ان اوصاف کے حامل لوگوں سے ان اوصاف کے چھن جانے کا متمنی ہوتا ہے۔ ان خوبیوں کو پامال کرنے یا مٹانے کے درپے ہوتا ہے، اپنی محرومیاں، حسرتیں اور ناکامیوں کا ماتم کسی اور کی خوشیوں پر کرنا چاہتا ہے۔ وہ یہ بات بھول جاتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے اس کائنات کی کسی شئے کو ایک نہج یا ایک فطرت پر نہیں پیدا کیا۔ سب کی صورت الگ، خاصیت جدا، غرض و غایت میں فرق۔ مادی سے ماورائی سبھی چیزیں مختلف۔ دنیا میں یہ اختلافات نہ ہوتیں تو نہ دنیا اتنی رنگین ہوتی اور نہ انسان اس دنیا میں اتنی دلچسپی لیتا۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

''یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہے دے گا'' (المائدہ:54)

چیزوں کی طرح اللہ تعالی نے انسانوں کو بھی یکساں نہیں پیدا کیا ان میں بے شمار حیثیتوں سے فرق پیدا کیا ہے، کوئی خوبصورتی و حسن کا شاہکار تو کوئی بدصورتی کا نمونہ، کوئی خوبیوں کا مرجع تو کوئی خامیوں کا پیکر، کوئی علم کا سمندر تو کوئی قطرے سے بھی خالی، کوئی صنعت وحرفت میں ماہر تو کوئی کامل اناڑی، کوئی خوش الحان تو کوئی بھونڈا، کوئی سلیم الاعضاء تو کوئی اپنگ، کوئی ذہنی قوت کا حامل تو کوئی جسمانی۔ غرض اسی فرق و امتیاز پر انسانی تمدن کی ساری گونا گونی قائم ہے۔ کسی بھی طرح کے مساوات کی ان میں اللہ تعالی نے کوئی گنجائش نہیں رکھی۔ جو بھی اللہ کے اس نظام کو بدلنا چاہے تو اپنا ہی نقصان کرتا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا:

''کیا آپکے رب کی رحمت تقسیم کرنے والے یہ لوگ ہیں؟ دنیا کی زندگی میں ان کا سامانِ حیات ان کے درمیان ہم نے تقسیم کیا ہے اور ہم نے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے خدمت لے سکیں۔ اور آپکے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو یہ جمع کر رہے ہیں'' (زخرف:32)

اللہ تعالی نے فرمایا ''اور جو کچھ اللہ نے تم میں سے کسی کو دوسروں کے مقابلے میں زیادہ دیا ہے اسکی تمنا نہ کرو، جو مردوں نے کمایا ہے اس کے مطابق ان کا حصہ ہے اور جو کچھ عورتوں نے کمایا ہے اسکے مطابق ان کا حصہ ہے۔ ہاں اللہ سے اسکے فضل کی دعا مانگتے رہو، یقیناً اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے'' (النساء:23)

اللہ تعالی نے واضح طور پر بتادیا کہ ایک کو دوسرے پر فوقیت دی گئی ہے تو پھر اس فوقیت پر واویلا کیسا؟ اور حسد کیسا؟ کیا حسد کرنے سے بدصورت انسان خوبصورت ہوسکتا ہے؟ فقیر امیر بن سکتا ہے؟ یا نیچ ذات اعلی ہوسکتی ہے؟ یا بھونڈا خوش الحان ہوسکتا ہے؟ ناممکن! پھر کیا وجہ ہے کہ انسان کسی کو آگے بڑھتا دیکھ نہیں سکتا؟ کیوں کسی کی نعمتوں کی پامالی کا خواہاں ہوتا ہے؟ کیوں حسد جیسے خطرناک مرض کو اپنے اندر جگہ دیتا ہے جو خود اسکا ہی نہیں اس سے متصل سارے لوگوں کی تباہ کاری کا موجب بنتا ہے؟ کیوں نہیں انکی بھلائی اور ترقی کے لیے دعا گو ہوتا کہ اللہ تعالی اس کے لیے بھی شاید ویسی ہی بھلائیاں مقدر کردے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ''حسد انسان کی بھلائیوں کو اس طرح خاکستر کرتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو، صدقہ گناہوں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے، نماز مومن کا نور ہے اور روزہ دوزخ کی آگ کے لیے ڈھال کا کام کرتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان کسی سے حسد کرنے لگے تو اسکو چاہیے کہ صدقہ، نماز اور روزہ جیسے اعمال کرے جس کی وجہ سے اس سے سرزد گناہ کی تلافی ہو۔

ایک اور دفعہ نبی ﷺ نے فرمایا ''ایمان اور حسد بندہ کے دل میں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے'' (بیہقی وابن حبان)۔ اس حدیث کی روشنی میں ہمیں اپنے ایمان کا جائزہ لینا چاہیے کہ آیا ہمارا ایمان صحیح وسالم ہے بھی یا نہیں۔

ایک مومن کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ وہ کسی کی نعمتوں کو دیکھ کر جلے، ہاں یہ گنجائش ضرور ہے کہ کسی کی صلاحیت وقابلیت اور نعمت کو دیکھ کر اس جیسی صلاحیت وقابلیت اور نعمت کی تمنا کرے اور اسکے حصول کے لیے دن رات محنت اور دوڑ دھوپ کرے نیز اپنی ساری خوبیوں اور توانائیوں کو بروئے کار لائے۔ ایسا جذبہ قابل قدر ہے اسمیں کوئی حرج نہیں۔ اس جذبہ میں دوسروں کی بربادی کی خواہش نہیں ہوتی اور نہ ہی اوروں کے محلوں کو چکنا چور کرنے کی تڑپ ہوتی ہے بلکہ خود کو اونچا اٹھانے کی فکر ہوتی ہے۔ اپنے خوابوں کو شرمندۂ تعبیر کرنے کا شوق ہوتا ہے، اسکے لیے اسلام مانع نہیں ہے۔ اسلام میں ممانعت ہے تو بس حسد کی۔

حسد آگ ہے نیکیوں کو کھا جاتا ہے، ایمان کو کمزور کرتا ہے، فسق و فجور پیدا کرتا ہے، خصومتیں پالتا ہے، صلہ رحمی کا خاتمہ کردیتا ہے، حسد کبیرہ گناہوں میں سے ایک ہے اور ایسا شر ہے جس سے اللہ تعالی نے پناہ مانگنے کو کہا ہے، یہ ایک تخریبی جذبہ ہے لہذا ہمیں اس سے بچے رہنا چاہیے۔ اسکے لیے تھوڑی سی محنت درکار ہے، تھوڑی سی سوجھ بوجھ اور صبر کی ضرورت ہے۔ حسد کا جذبہ اگر غالب آجائے تو صحابۂ کرام کی زندگیوں کی مثال اپنے سامنے رکھیں۔

اگر جنت کا حقدار بننا ہے تو دل کو حسد سے بچانا ہوگا۔ اپنی قدر پر راضی بہ رضا اور شاکر رہنا ہوگا، اس بات پر یقین رکھنا ہوگا کہ نعمتیں اور محرومیاں اللہ ہی کی طرف سے ہیں، ہمیشہ اپنے سے کمتر لوگوں کی طرف دیکھ کر اللہ کا شکر بجالانا ہوگا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ''اگر تم شکر ادا کروگے تو میں تمہیں مزید دوں گا''

اللہ تعالی ہم سب کو حسد جیسی بیماری سے بچائے (آمین)

urdu.indd 18 5/22/11 12:26 PM

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ادارہ

سوال: میرے بھتیجے پر آسیب کا اثر ہوگیا تھا، کیا واقعی ایسا ہوتا ہے اور اس سے بچاؤ کا کیا طریقہ ہوسکتا ہے؟۔
(محمد اکرام۔رقعی)

جواب: اللہ پاک نے جنوں اور شیاطین کو ایسی طاقتیں دے رکھی ہیں جس کی بدولت وہ لوگوں پر سوار ہوجاتے ہیں اور انہیں پریشان کرنے لگتے ہیں۔ گویا آسیبی اثر حق ہے، البتہ اس کے شکار وہی لوگ ہوتے ہیں جو بے احتیاطی برتتے ہیں مثلاً عورتوں کا گھر سے بے وقت نکلنا، بل وغیرہ میں پیشاب کردینا، شرعی اذکار کی پابندی نہ کرنا۔ گھروں میں موسیقی کے آلات رکھنا وغیرہ یہ چند اہم اسباب ہیں جن کی وجہ سے بدمعاش جنات انسانوں کو پریشان کرتے ہیں۔ آسیبی اثر سے محفوظ رہنے کے لیے ضروری ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت 1- اللہ کا ذکر کریں، 2- اہل خانہ سے سلام کریں 3- کھاتے اور پیتے وقت اللہ کا ذکر کریں 4- گھر میں کثرت سے قرآن کی تلاوت کریں بالخصوص سورہ بقرہ کی تلاوت کرنے سے جن وشیاطین دور رہتے ہیں۔

سوال: کسی کے مرنے کی تاریخ پر ہر سال دعوت کی جائے تو کیا یہ جائز ہے۔ (شاہد۔شوئخ)

جواب: کسی کے مرنے کی تاریخ پر ہر سال دعوت دے کر کھلانا پیارے نبی ﷺ اور آپ کے پیارے ساتھیوں سے ثابت نہیں۔ اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی میں آپ کے کتنے عزیز کی وفات ہوئی، آپ کی ہردلعزیز بیوی خدیجہؓ بھی فوت پائیں۔ لیکن آپ نے اُن کا فاتحہ یا چالیسواں یا دسواں یا ساتواں نہیں منایا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے زندگی کے سارے شعبے میں ہماری رہنمائی کردی ہے۔ اب بتائیں کہ کیا یہ چیزیں اِتنی بڑی تھیں کہ قرآن وحدیث میں نہیں آسکتی تھیں؟ اور ہمارے لیے اسوہ حسنہ پیارے نبی ﷺ ہیں ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (سورۃ احزاب 21) ''تمہارے لیے پیارے نبی کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے''۔ اس لیے اگر ہم وہ کام کریں جسے پیارے حبیب نے نہیں کیا یا کرنے کا حکم نہیں دیا تو وہ مردود ہوگا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَالَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (بخاری ومسلم) ''جس نے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی جو دین میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے''۔ اور صحیح مسلم کی روایت میں ہے مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ۔ ''جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہماری شریعت کے مطابق نہیں وہ مردود ہے''۔ ہاں مردے کو ثواب پہنچانا ہے تو اُن کے لیے صدقہ وخیرات جتنا چاہیں کریں لیکن کوئی دن یا کوئی وقت خاص کرکے نہیں۔ اسی طرح ان کے لیے زیادہ سے زیادہ دعائیں بھی کریں۔

سوال: کیا ایک مسلمان ہندوؤں کی مذہبی کتابوں کے منتر سیکھ سکتا ہے؟ (عبداللہ۔کویت)

جواب: اگر مذہبی رواداری کے نام پر مذہبی کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ قرآن کریم کے نزول کے بعد اب کسی مذہبی کتاب کی ضرورت نہیں رہی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دن جب حضرت عمر فاروق ؓ نے تورات کا ایک نسخہ لاکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پڑھنا شروع کیا تو آپ کا چہرہ غصہ سے بدلنے لگا، حضرت عمر ؓ نے حضور ﷺ کے چہرۂ مبارک کی طرف نظر دوڑائی اور فورا بول اٹھے: ''ہم راضی ہیں اللہ کو رب مان کر، اسلام کو اپنا دین بنا کر اور محمد ﷺ کو نبی ورسول مان کر''۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سنو! اگر موسیٰ ؑ زندہ ہوتے اور میری نبوت کا زمانہ پاتے تو وہ بھی میری پیروی کرتے''۔ (مسند دارمی)

ہاں! اگر دعوت کی غرض سے ان کی مذہبی کتابوں میں پائی جانے والی توحید، رسالت اور یوم آخرت پر مشتمل باتیں نوٹ کی جائیں تاکہ نقطۂ اشتراک کی تلاش کرکے اسلام کے لیے ان کا ذہن ہموار کیا جاسکے تو ایسا کرنا جائز ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے: ﴿ادْعُ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ (سورۃ النحل 125) ''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ذریعہ دعوت دو''۔

سوال: میں ہندو گھرانے میں پیدا ہوا، تین دن کا تھا تو مجھے ایک مسلم فیملی نے گود لے کر میری تربیت کی، پھر میری شادی بھی مسلم لڑکی سے ہوئی، ابھی میری عمر 45 سال کی ہے۔ میری پرورش کرنے والے والدین گذر چکے، میں اُن کے لیے دعائیں کرتا رہتا ہوں تاہم کیا میں اپنے غیر مسلم والدین جو میرے اصلی والدین ہیں اُن کے لیے بھی دعائیں کرسکتا ہوں؟ (مستان۔کویت)

جواب: بچے کی پیدائش دینِ فطرت پر ہوتی ہے، خواہ وہ جس گھرانے میں پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ (سورۃ الروم 30) ''یہ اللہ تعالیٰ کی فطرت (اسلام) ہے جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا''۔ اور پیارے نبی ﷺ کا فرمان ہے: كُلُّ مَوْلُودٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ اَوْيُنَصِّرَانِهِ اَوْ يُمَجِّسَانِهِ (بخاری ومسلم) ''ہر بچہ دین اسلام پر پیدا ہوتا ہے یہ الگ بات ہے کہ اس کے والدین اسے یہودی بنادیتے ہیں یا عیسائی بنادیتے ہیں یا مجوسی بنادیتے ہیں''۔

بہرکیف یہ اللہ پاک کا بے انتہا کرم ہے کہ آپ جس دھرم پر پیدا ہوئے تھے مسلم گھرانے کی کفالت میں آنے کی وجہ سے اُس دھرم پر باقی رہے **الحمد علی نعمة الاسلام**

آپ کی پیدائش کے وقت ہی کسی مسلم فیملی نے آپ کو گود لیا تو اِس میں کوئی حرج نہیں البتہ گود لینے کی وجہ سے وہ آپ کے والدین نہیں بن سکتے، آپ نے اپنے پرورش کرنے والوں کو ''والدین'' کہا تو حقیقت میں وہ آپ کے والدین نہیں آپ کے مربی ہیں، اُن کا آپ پر بہت احسان ہے۔ اس لیے آپ کا حق بھی بنتا ہے کہ آپ اُن کے لیے دعائیں کرتے رہیں۔

البتہ آپ نے اپنے اصل والدین کی بابت ذکر نہیں کیا کہ وہ فوت پاچکے یا زندہ ہیں۔ اگر زندہ ہیں تو آپ کے لیے مناسب ہے کہ اُن سے ملیں، اُن کے حالات جانیں اور اللہ پاک سے اُن کی ہدایت کے لیے دعا بھی کریں۔ لیکن اگر وہ مرچکے ہیں تو مرنے کے بعد اُن کی مغفرت کے لیے دعا نہیں کرسکتے۔ اللہ پاک نے فرمایا ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَن يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَى مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ (سورۃ التوبۃ 113) ''پیغمبر اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں اس امر کے ظاہر ہوجانے کے بعد کہ وہ دوزخی ہیں''۔

خود اللہ کے پیارے حبیب محمد ﷺ کے والدین حالتِ کفر میں مرے اور آپ کو والدین کی مغفرت کے لیے دعا کرنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ ایک آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا: یارسول اللہ! میرے باپ (جو حالتِ کفر میں مرے ہیں) ان کا کیا انجام ہوگا؟۔ آپ نے فرمایا: وہ جہنم میں جائے گا۔ جب وہ لوٹنے لگا تو آپ نے فرمایا: اِنَّ أَبِيْ وَأَبَاكَ فِي النَّارِ ''صرف تیرے ہی باپ نہیں بلکہ میرے باپ بھی جہنم میں جائیں گے''۔ (مسند احمد 11747)

اسی طرح آپ ﷺ نے اللہ پاک سے اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی درخواست کی تو اللہ پاک نے آپ کو اجازت دے دی لیکن جب مغفرت کی دعا کے لیے سوال کیا تو اللہ پاک نے منع کردیا۔ (مسلم 3/65)

urdu.indd 19 5/22/11 12:41 PM

نکہتِ گل

دیوانوں کی دنیا میں

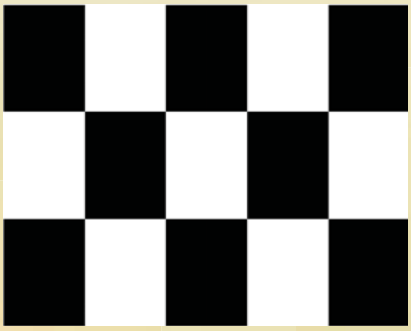
اعجاز الدین عمری (کویت)
amagz@ymail.com

وہ ایک چھوٹا سا ننھا سا گاؤں تھا۔ وہاں ہر سو پیار تھا، امن تھا۔ زندگی... کسی پہاڑی جھرنے کی مانند سرگمی لہروں کے ساتھ گاہ اُلجھتی گاہ بل کھاتی جانبِ منزل تیز گام تھی۔ کسی نومولود کی مسکان کی طرح معصوم تھی ان کی زندگیاں بھی... اس گاؤں کے ایک کنارے پر میٹھے پانی کی ایک نہر بھی بہتی تھی... آئینہ کی طرح اس کا صاف و شفاف پانی دیکھنے والے کو دعوتِ نظارہ دیتا تھا۔ اس گاؤں کا ایک راجا بھی تھا... رانی اور وزیر بھی... پھر ایک دن کسی نے کہا کہ اس نہر کے پانی میں جنون کی وبا پڑ گئی ہے... اور دیکھنے والوں نے دیکھا کہ جس نے بھی اس کا پانی پیا وہ پاگل ہو چلا... یہ نہر سارے گاؤں والوں کی پیاس بجھایا کرتی تھی... اب سارے گاؤں کے لوگ 'مرضِ جنون' میں مبتلا ہو گئے... لوگوں کے رہن سہن کا انداز بدلنے لگا تھا... لین دین کے طریقے بدلنے لگے تھے... ان کی زبان تک بدل چکی تھی... جب یہ زبان کھول کر کچھ کہتے تو گاؤں کے کسی بھی دانا کو ان کی بات سمجھنا مشکل ہو رہا تھا... بلکہ انہیں تو کچھ سمجھ میں ہی نہیں آتا تھا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

بادشاہ کی پیشانی پر سلوٹیں پڑ گئیں، وہ فکر مند ہو گیا اور اس نے جنگی پیمانے پر اس وبا سے نمٹنے کا تہیہ کر لیا... دن گزرتے گئے اور ایک صبح جب اس نے آنکھیں کھولیں تو یہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا کہ خود اس کی اہلیہ پر جنون کا حملہ ہو چکا ہے..!! رانی پاگل ہو چکی تھی مگر.... مگر تعجب کی بات تو یہ تھی کہ پاگلوں کی جھرمٹ میں کھڑی رانی خود بادشاہ پر جنون کا الزام دے رہی تھی..!؟

بادشاہ نے وزیر کو طلب کیا اور اس سے کہنے لگا... ''مہا منتری جی! یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے!؟ گلی و کوچہ میں دیوانوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے... اب تو یہ وبا محل میں بھی گھس آئی ہے۔ کہاں ہے ہماری فوج؟ دربان و نگران کدھر گئے؟ وزیر نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا... سرتاج! فوج پاگل ہو چکی ہے، محافظ اور نگران بھی وبائے جنون کے شکار ہو چکے ہیں۔

بادشاہ نے جھلاتے ہوئے کہا.. ''پھر کیوں نہیں بلا لاتے طبیبوں کو؟'' وزیر نے ہچکچاتے ہوئے کہا... حضور والا! اس بلا سے کوئی طبیب اور حکیم بھی تو نہیں بچ سکے ہیں! بادشاہ



کی پریشانی بڑھتی جا رہی ہے... وہ سوچ رہا ہے کہ آخر یہ کیسی مصیبت نازل ہوی ہے... یہ سب کیا ہو رہا ہے!؟ اس نے منتری کی طرف توجہ کی اور آواز میں رعب طاری کرتے ہوئے پوچھا... ''آخر کوئی تو ہوگا جو اس وبا سے بچ گیا ہے؟

وزیر، بادشاہ کے غضب سے تلملا اُٹھا... پھر دھیرے دھیرے کہنے لگا... مولا! افسوس اس بات کا ہے کہ یہاں صرف میں اور آپ ہی اس مرض سے بچ پائے ہیں، باقی سب تو اس وبائی جنون کا شکار ہو ہی چکے ہیں۔ بادشاہ نے ہاتھ سے اپنا سر پیٹتے ہوئے کہا.. ہم ''پاگل'' ہیں جو پاگلوں کی بستی پر حکومت کر رہے ہیں...! وزیر بادشاہ کو ٹوکا اور معذرت کے ساتھ کہنے لگا... دراصل سارے پاگلوں کا دعوی ہے کہ وہ عقلمند ہیں اور اب یہاں صرف میں اور آپ ہی پاگل ہیں۔

یہ سن کر بادشاہ حیرت میں پڑ گیا... اور کہنے لگا،، یہ کیا بات ہوی...! نہر کا پانی اُنہوں نے پیا اور مرض جنون میں مبتلا بھی وہی ہوے.... پھر ہمیں کیوں وہ مجنوں سمجھنے لگے؟

وزیر نے سمجھایا... حقیقت میں اُن کا کہنا ہے کہ اُنہوں نے نہر کا پانی اس لیے پیا تھا کہ وہ 'جنون' سے بچ پائیں... اس وجہ سے ہم دونوں پاگل ٹہرے جو نہر کا پانی نہیں پیا... اب اُن کے مقابلہ میں ہماری حیثیت ریت کے ذرّوں کی ہے جسے ہوا اُڑا لے جائے گی، وہ اکثریت میں ہیں... طاقت بھی اُنہیں کے پاس ہے، اس لیے سارے حقوق، عدل و انصاف اور مقام و مرتبہ کے وہی حقدار ہیں... اب وہی ہیں جو 'خرد' اور 'جنون' کا معیار مقرر کرنے کا کامل اختیار رکھتے ہیں۔

اب بادشاہ کی بھی آنکھیں کھل گئیں.. اس نے وزیر سے کہا ''منتری جی! نہر کا ایک گلاس پانی مجھے بھی پلا دیجیے... دیوانگی تو یہ ہے کہ دیوانوں کی دنیا میں ہم خود کو عقلمند سمجھیں''

آپ کیا سوچ رہے ہیں... شاید آپ کو لگتا ہے کہ میں بھی کوئی دیوانہ ہوں جو ایک بے تُکی کہانی آپ کو سُنا رہا ہوں... نہیں...! فیصلہ کرنے سے پہلے ذرا اپنے اردگرد کی دنیا پر نظر ڈالیے... کیا آپ کو نہیں لگتا کہ ہم بھی دیوانوں کی دنیا میں بستے ہیں...!؟ چند پاگلوں نے کس طرح پوری دنیا کو پاگل بنا رکھا ہے...! کیا آپ کو نہیں لگتا کہ یہاں....

''ہر تہی مغز کو ہے..... غرّۂ علم و تحقیق
ہر مہاجن کو یہاں دعوۂ رزّاقی ہے
کاسۂ سر سے بنا سکتا ہو جو ساغرِ مے
ایسا ہر شخص یہاں اپنی جگہ ساقی ہے
طنز و تحقیر کے تیروں کا ہدف ہیں وہ لوگ
جن میں خود داری و غیرت کی رمق باقی ہے
فکرِ کوتاہ کو ملتے ہیں یہاں حور و قصور
اور معتوب ہے وہ فکر جو آفاقی ہے

اور کیا آپ کو نہیں لگتا کہ ''فہم و دانائی کے سرخیل بنے ہیں ناداں''!!!

کیا عجب تماشا ہے...!؟ بزعمِ خود دنیا کی محفوظ تر و مضبوط تریں ملک کی فلک بوس عمارتیں دیکھتے ہی دیکھتے آتشیں کھیل میں ڈھے جاتی ہیں... پھر طاقت بولنے لگتی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے اس 'آشفتہ سری' کا الزام چند کے نام آتا ہے... پھر چند دیوانے مل کر سب کو دیوانہ بنانے کی 'مہم' شروع کر دیتے ہیں... نامعلوموں کو معلوموں کا درجہ دیا جاتا ہے... سر میں چڑھا 'خون' یا پھر 'جنون' اسی بہانے ایک پورے ملک کو تہس نہس کر دیتا ہے.... نہ تحقیق کی ضرورت سمجھی جاتی ہے نہ تفتیش کی نوبت آتی ہے... نہ عدالت کی بات ہوتی ہے نہ جرم و سزا پر بحث ہوتی ہے.... 'نہر کا پانی' سب کو پلایا جاتا ہے اور سب سے جنون کا اقرار لیا جاتا ہے...

پھر ایک دن یہ خبر بھی آتی ہے کہ ؎

دیوانوں کو 'اک دیوانے' نے چوراہے پر سولی دی ہے
تھی یہ فردِ جرم کہ اس نے، فرزانوں پر کنکر پھینکا

urdu.indd 20 5/22/11 12:55 PM

فرسٹ ایڈ یا گھریلو علاج

از: ڈاکٹر بلیغ الدین جاوید
پیش کش: محمد طفیل طوفی (کویت)

گھریلو علاج کا مجرب اور آزمودہ نسخہ ہم نے پچھلے شمارہ میں پیش کیا تھا، اس شمارہ میں مزید چند نسخے پیش خدمت ہیں۔

پیشاب میں شکر (ذیابیطس) کے لیے:

جامن کی خشک گٹھلیاں پیس لیں، سادہ پانی سے ہر روز تین گرام کھاتے رہیں، ذیابیطس کا خاتمہ ہوجائے گا۔

ٹوٹی ہوی ہڈی جوڑ لیجیے:

بیر کی گٹھلی باریک پیس لیں اور پرانے سرکہ میں اسے ملا لیں۔ ٹوٹی ہوی ہڈی کے مقام پر اسے لگا کر مضبوطی سے باندھ دیں۔ ٹوٹی ہوی ہڈی جڑ جائے گی

خونی دست بند ہوجاتے ہیں:

چاول کی پیچ میں مصری ملا کر پینے سے خونی دست بند ہوجاتے ہیں۔

اندرونی چوٹ کا درد ختم ہوجائے گا:

تھوڑے سے پانی میں نمک ملا کر اسے گرم کرلیں اور چوٹ کی جگہ پر لیپ کر دیں درد دور ہوجائے گا۔ جسم میں اندرونی چوٹ کا درد ہو تو 20 گرام نمک دار چینی ملا کر اسے کھالیں درد ختم ہوجائے گا۔

آگ کا زخم مندمل کرنا:

گاجر کو پیس کر جلے ہوے مقام پر لیپ کر دیں شفاء حاصل ہوگی۔ شہد جلی ہوی جگہ پر لگا دیں زخم مندمل ہوجائے گا اور وہاں نشان بھی زخم کا نہ رہے گا۔ شکر سفید پانی میں ملا کر لیں اور اسے جلے ہوے مقام پر لگا دیں سوزش ختم ہوجائے گی۔ جسم کے جلے ہوے حصے پر انڈے کی سفیدی لگا دیں سوزش ختم ہوجائے گی اور آبلہ نہیں پڑے گا۔

کان میں پڑا پانی نکالنا:

کان میں پانی پڑ جائے تو کوئی دوا ہرگز استعمال نہ کریں۔ بلکہ الٹے پاؤں چلیں کان سے پانی نکل جائے گا۔

دانت درد اور منہ کی سوزش کے لیے:

دس گرام دھنیا کو پانی میں جوش دے کر اس سے کلی کرنے سے دانت کا درد اور منہ کی سوزش کو آرام ملتا ہے۔

بستر پر پیشاب کی عادت کا خاتمہ:

زیرہ سیاہ اور پوست آملہ ہم وزن پیس لیں۔ 10 گرام تک شہد ملا کر کھائیں۔ بستر پر پیشاب کرنے کی عادت کا خاتمہ ہوجائے گا۔

مثانے و گردے کی پتھری نکل آئے گی:

تھوڑی سی السی لیں اور اسے پانی میں جوش دے کر پی لیں، اس سے گردے کی پتھری گردے سے نکل جائے گی۔ منقی کا بیج نکال کر اس میں سیاہ مرچ کے چند دانے رکھ دیں اور کھائیں چند روز میں گردہ مثانہ کی پتھری باہر نکل آئے گی۔ پیشاب قطرہ قطرہ آنا بھی اس علاج سے ختم ہوجاتا ہے۔

جگر بڑھ جانے پر:

جن لوگوں کا جگر بڑھ گیا ہو وہ آک کے پتوں کا اچار یا لیموں کا اچار کھانے وغیرہ کے ہمراہ استعمال کریں۔ ان کا جگر ان کی توقع سے پہلے درست ہوجائے گا۔

مفت تعلیم کا سنہری موقعہ

آپ مسلمان ہیں، قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، مگر کیا آپ الٰہی آیتوں کو سمجھ بھی پاتے ہیں؟ نہیں! کیونکہ آپ کو عربی زبان نہیں آتی ہے...!

آپ ایک عربی ملک میں ہیں، اپنے دفتر میں، کمپنی میں، اپنے کفیلوں سے، اپنے مدیروں سے معاملات کرنے میں آپ کو مشکلات کا سامنا ہے... اس لیے کہ آپ کو عربی نہیں آتی... کیا یہ سچ نہیں؟ تو کیا آپ عربی سیکھنا چاہتے ہیں؟ ان شاءاللہ ہم آپ کو عربی سکھائیں گے اور وہ بھی مفت...!! تو جلدی کیجیے فون کرکے اپنا نام درج کرائیے

[صفات عالم محمد زبیر تیمی: 97257389]

آپ مسلمان ہیں اور پابندی سے نماز پڑھتے ہیں.... مگر قرآن مجید کی کتنی سورتیں آپ کو یاد ہیں؟ کیا آپ قرآنی سورتیں یاد کرنا چاہتے ہیں؟ ان شاءاللہ ہم آپ کو قرآنی سورتیں یاد کرائیں گے.... تو جلدی کیجیے اور آج ہی رابطہ کیجیے

آپ مسلمان ہیں۔ پیارے نبی ﷺ پر آپ کا ایمان بھی ہے اور محبت کا دعوی بھی... مگر کیا آپ اپنے اس دعوی میں سچے ہیں؟ اگر سچ ہے تو بتائیں آپ ﷺ کی کتنی حدیثیں آپ کو یاد ہیں اور کتنی حدیثوں کی آپ سمجھ رکھتے ہیں؟ اگر نہیں تو ہم آپ کے لیے اس کی تعلیم کا انتظام کریں گے اور معانی ومطلب کے ساتھ ان شاءاللہ حدیثیں یاد کرائیں گے... رابطہ کے لیے ڈائل کیجیے...

[اعجاز الدین عمری: 66358123]

چھوٹوں سے لیکر بڑوں تک ہر عمر کے لوگ ہمارے پاس تعلیم حاصل کرسکتے ہیں




الأمین لخدمات العمرة

الأمین حج وعمرہ قافلہ

ہم آپ کی خدمت میں ہمہ وقت حاضر ہیں

نہایت کم قیمت پر حج وعمرہ کی سہولت دستیاب ہے

ہماری سہولتیں

☆ 50 سیٹوں کی ایئر کنڈیشن مرسیڈیس بس
☆ تجربہ کار اور حج وعمرہ کی مکمل واقفیت رکھنے والے معلمین کا اشراف۔

ہمارے پاس D.H.L کوریئر سروس اور فاکس کی سہولت بھی دستیاب ہے

نگراں: الحاج مولانا محمد جہانگیر عالم

ہم سے رابطہ کریں:

مکتب حساوی، شارع محمد بن قاسم، بجانب مطعم شاہ جلال

ٹیلیفون / فاکس: 24315227

موبائل فون: 99008601, 66240105

Email: mjalam75@gmail.com, mjalam_30@yahoo.com

عربی تعلیم کورس میں امتیازی نمبرات حاصل کرنے والے غیرعرب طلباء کی ہمت افزائی کے لیے ایک پُروقار تقریب کا اہتمام

'عربی تعلیم کورس' میں امتیازی نمبرات حاصل کرنے والے طلباء کی ہمت افزائی کے لیے مورخہ 4 مئی 2011 بروز بدھ کی شام انٹرنیشنل اسلامک چرٹیبل آرگنائزیشن کی وسیع ہال میں الامانۃ العامہ للأوقاف کے جنرل سکریٹری ڈاکٹر عبدالمحسن الخرافی کے زیر صدارت ایک شاندار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مختلف زبانوں کے 43 افراد کو انعامات اور سرٹیفکٹس سے نوازا گیا۔ اس کورس میں 2008 سے اب تک کے مرد وخواتین شرکاء کی مجموعی تعداد 1593 رہی جن میں 523 غیر مسلم 605 مسلم اور 465 نومسلم ہیں۔

پروگرام کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا، اس کے بعد جناب محترم عوض الخمیس کو دعوت دی گئی جو IPC کے بانیوں میں سے ایک ہیں، آپ نے IPC میں عربی کورس کے آغاز کی تاریخ بیان کرتے ہوئے فرمایا: سن 1974 کی بات ہے، تین اشخاص نے مسجد ملا صالح کے پاس اوقاف کی بلڈنگ میں ایک روم لے کر عربی زبان کی تدریس کا آغاز کیا تھا جسے شروع میں مدارس الجمعۃ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا، رفتہ رفتہ شرکاء کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا، اسی کے زیر اثر لوگوں نے اسلام قبول کرنا شروع کر دیا، جب قبولِ اسلام کی شرح بڑھنے لگی تو اولیں ذمہ داران نے کام کو منظم کرنے کا منصوبہ بنایا اسی منصوبہ کی عملی شکل آج لجنۃ التعریف بالاسلام ہے۔ ڈاکٹر عبدالمحسن الخرافی جنرل سکریٹری الامانۃ العامۃ للأوقاف نے اپنے صدارتی خطاب میں حکومت کویت کی دینی و دنیاوی ہر میدان میں منظم اور منصوبہ بند پیش قدمی کی تعریف کی اور IPC کی خدمات کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ آج کی اس شاندار تقریب میں IPC کی خدمت میں اپنے مخلصانہ اور نیک جذبات پیش کرتا ہوں جو دعوت میں منفی، فرسودہ اور تقلیدی اسلوب اختیار کرنے کی بجائے مثبت، متوازن اور جدید ٹکنالوجی پر مبنی اسلوب اختیار کرتی ہے جس میں ایک عربی زبان کی تعلیم بھی شامل ہے۔

پھر آپ نے عربی زبان سیکھنے والے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ عربی زبان کو مشکل نہ سمجھیں یہ بالکل آسان زبان ہے، اسلام جب دنیا میں پھیلا تو غیر عرب مسلمانوں نے اسلام سیکھنے کے ساتھ عربی زبان کی طرف بھی خاص توجہ دی، اس میں دسترس حاصل کی اور اس زبان میں گرانقدر خدمات انجام دیں۔ علم نحو میں سیبویہ، علم حدیث میں امام بخاری و مسلم اور علم طب میں ابن سینا۔ یہ سب غیر عرب ہی تو تھے۔ پھر یہ قرآن کی زبان ہے جسے سیکھے بغیر قرآن کے معانی و مطالب اور گہرائی تک پہنچنا مشکل ہے۔

آپ نے اپنے خطاب کے اخیر میں الامانۃ العامۃ للاوقاف کے زیر اہتمام منعقدہ تیسری پروقار تقریب کی کامیابی پر IPC کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ہم سمجھتے ہیں کہ عربی زبان کی تعلیم کے لیے ہم نے نہایت مناسب کمیٹی کا انتخاب کیا ہے اور آئندہ بھی IPC کو ہمارا بھرپور تعاون حاصل رہے گا۔



اسلامی بت خانے

اکثر ''چھوٹے لوگ'' ملے ہیں، عالی شان ایوانوں میں
ہم نے نقلی پھول ہی دیکھے سونے کے گلدانوں میں

بھینٹ چڑھادی ساری ہمت ساحل کی آسائش پر
طوفانوں میں لڑنے والے ڈوب گئے میدانوں میں

میرے لیے حیرت کی اس سے بڑھ کر کوئی بات نہیں
فرزندانِ نور ملے ہیں ظلمت کے دربانوں میں

اِک ملّت بن کر سب بھائی ایک ہی گھر میں رہتے تھے
بٹتے بٹتے، بٹتے بٹتے، بٹ گئے کتنے خانوں میں

دونوں ہی شیطان ہیں لیکن لال بڑا ہے یا پیلا
سارا جھگڑا بس اس پر ہے، ان دنوں شیطانوں میں

اندھیارے افسردہ گھروں کے دور بھی ہوں تو کیوں کر ہوں
سورج تو لپٹے رکھتے ہیں غفلت کے جزدانوں میں

قبریں ایسی، جیسے دلہنیں چوتھی کی ہوں اے زاہدؔ
کیا کیا زیب و زینت دیکھی ''اسلامی بت خانوں'' میں

(ابوالمجاہد زاہدؔ)

بستیاں....صحرا ہوگئیں

کتنی دیواریں اٹھی ہیں ایک گھر کے درمیان
گھر کہیں گم ہوگیا دیوار و در کے درمیان

کون اب اس شہر میں کس کی خبر گیری کرے؟
ہر کوئی گم اک ہجومِ بے خبر کے درمیان

آتا رہتا ہے مری پہچان بن کر سامنے
ایک لمحہ ، ان گنت شام و سحر کے درمیان

کیا کہے ؟ ہر دیکھنے والے کو آخر چپ لگی
گُم تھا منظر ، اختلافاتِ نظر کے درمیان

کس کی آہٹ پر اندھیرے میں قدم بڑھتے گئے
رہنما تھا کون اِس اندھے سفر کے درمیان

کچھ اندھیرا سا ، اُجالوں سے گلے ملتا ہوا
ہم نے اک منظر بنایا خیر و شر کے درمیان

بستیاں ، مخمورؔ یوں اُجڑیں کہ صحرا ہوگئیں
فاصلے بڑھنے لگے جب گھر سے گھر کے درمیان

(مخمورؔ سعیدی)

urdu.indd 24



سگریٹ نوشی کے نقصانات

- سگریٹ نوشی کے دوران صرف 15 فیصد دھواں سگریٹ نوش کے پھیپھڑوں تک پہنچتا ہے باقی 85 فیصد دھواں ماحول میں پھیل جاتا ہے اور دوسرے لوگوں خاص طور پر بچوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اسے Passive Smoking بھی کہتے ہیں۔
- بیشک سگریٹ نوشی جاری رکھنا یا چھوڑ دینا سگریٹ نوش کا حق ہے مگر سگریٹ جلانے سے پہلے خود اپنے اوپر اور اس سے دوسرے لوگوں پر پڑنے والے مضر اثرات کے بارے میں ضرور سوچ لیجئے۔ آپ کی وجہ سے جو نقصان دوسروں کو ہوتا ہے وہ ایک گناہ ہے۔
- ہر سگریٹ آپ کی زندگی سے گیارہ منٹ چھین لیتی ہے۔
- دل کے دورے، کینسر، ذہنی تناؤ اور بلڈ پریشر جیسی بیماریوں سے اگر آپ بچنا چاہتے ہیں اور ایک صحت مند زندگی اور سکون و اطمینان کی زندگی گذارنا چاہتے ہیں تو سگریٹ فوراً ترک کر کے صحت سے ہاتھ ملائیں۔

5/22/11 12:56 PM